بانی، مجاہد ختم نبوت، حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

[illegible]

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

[illegible]

صاحبزادہ طارق محمود

[illegible]

حافظ احمد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قاری [illegible]

ماہنامہ لولاک ملتان

[illegible]

جلد نمبر 5/38 شمارہ ۱۲

قیمت فی شمارہ ——— ۱۰

سالانہ ——— ۱۰۰

بیرون ملک

۱۰۰۰ روپے پاکستانی

بیاد

- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
- حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
- شیخ الحدیث مولانا مفتی [illegible] الرحمنؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
- حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مفتی [illegible]	مولانا بشیر احمد
مولانا [illegible]	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا احمد بخش
مولانا محمد [illegible] عثمانی	مولانا غلام حسین
مولانا [illegible]	[illegible] محمد [illegible]
مولانا قاضی [illegible]	مولانا [illegible] مصطفیٰ
مولانا محمد [illegible]	[illegible] تعمانی

مولانا محمد اسحاق ساقی

رابطہ، دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان، پاکستان

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع [illegible]
مقام اشاعت: [illegible] ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم!

صدر مملکت کا خطاب	اداریہ	3
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اتحاد بین المسلمین کی داعی جماعت	ادارہ	8
جداگانہ طرز انتخاب کی بجائے مخلوط طریق انتخاب	ادارہ	9
سنت رسول کی تضحیک	ادارہ	12

مقالات ومضامین

یہ حقیقت ہے	صاحبزادہ طارق محمود	13
تباہی کے اس دور میں مسلمانان عالم کیا کریں	مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل	16
حضرت بایزید بسطامیؒ اور ایک راہب	مولانا عبدالصبور	25
ملکہ سبا کے نام مکتوب کی کہانی	ابو سلمان شاہجہان پوری	28

مکتوبات اکابر

حضرت جالندھریؒ کا مکتوب گرامی جماعتی رفقاء کے نام	ادارہ	36

ردقادیانیت

شناخت مجدد	پروفیسر یوسف سلیم چشتی"	40
مرزا طاہر کا الہام	پروفیسر منور احمد ملک	52

متفرق

قافلہ آخرت	ادارہ	54
مولانا مفتی محمد سعیدؒ	مولانا محمد عمر سعید	57
جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	61

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

صدر مملکت کا خطاب!

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے 12 جنوری کی شب قوم سے خطاب کیا۔ تقریر کے اہم نکات حسب ذیل تھے :

☆...... لشکر طیبہ' جیش محمد' تحریک نفاذ شریعت محمدی جیسی جہادی تنظیموں کے علاوہ سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ پر پابندی لگادی گئی۔ جب کہ سنی تحریک کو زیر نگرانی رکھا گیا ہے۔

☆...... آئندہ کسی کو لشکر یا جیش کے نام سے کوئی تنظیم بنانے کی اجازت نہ ہوگی۔

☆...... تمام مساجد اور دینی مدارس کو 23 مارچ تک رجسٹرڈ کروانا ہوگا۔ نئی مساجد اور مدارس کھولنے کے لئے این او سی کی پابندی لازمی ہوگی۔

☆...... مدارس میں زیر تعلیم غیر ملکی طلباء کے پاس دستاویزات نہ ہوئیں تو انہیں ملک بدر کردیا جائے گا۔

☆...... انتہاپسندی' تخریب کاری میں ملوث یا ہتھیار رکھنے میں ملوث مدارس کو بند کردیا جائے گا۔

☆...... مسجدوں میں لاؤڈ سپیکر صرف اذان' خطبہ اور وعظ کے لئے استعمال ہوگا۔ وعظ کے غلط استعمال پر پابندی لگادی جائے گی۔

☆...... کسی ادارے کو کشمیر کاز کی آڑ میں دہشت گردی کی اجازت نہیں ہوگی۔ کسی بھی جگہ دہشت گردانہ حملوں میں کسی پاکستانی کے ملوث ہونے پر سخت کارروائی کی جائے گی۔

☆...... بھارت کی طرف سے فراہم کردہ 20 افراد کی لسٹ میں سے کسی پاکستانی کو بھارت کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔

☆...... عسکری جہاد سے بڑا جہاد جہالت اور غربت کے خلاف جہاد ہے۔ جہاد حکومت کے فیصلے کے بغیر جہاد نہیں ہے۔ پاکستان نے پوری دنیا میں جہاد کرنے کا ٹھیکہ نہیں لیا ہوا۔

افغانستان پر امریکی حملے' طالبان کی پسپائی' حامد کرزئی کی زیر قیادت عبوری حکومت کے قیام' پاک بھارت جنگ کے خطرات کے پیش نظر صدر مملکت کی تقریر کا بے تابی سے انتظار کیا جارہا تھا۔ حالات وواقعات کے

تناظر میں، بعض سیاسی حلقوں کی جانب سے جن خدشات کا اظہار کیا جارہا تھا ان کو مدنظر رکھتے ہوئے صدر مملکت نے جن اقدامات کا اعلان کیا ہے وہ غیر متوقع نہیں تھے۔ چند روز پہلے صدر صاحب سے ملاقات کرنے والے امریکی سینیٹر نے پہلے ہی صدر پاکستان کی ہونے والی تقریر کو انقلاب آفرین قرار دے دیا تھا۔ ادھر کولن پاؤل نے بھارت کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے صدر مشرف کی تقریر کا انتظار کرنے کو کہا تھا۔ امریکی وزارت خارجہ کے ترجمان نے بھی اسی نوع کی تاکید کی تھی۔ گزشتہ دنوں برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے بھی بھارت کو صدر پاکستان کی تقریر تک اپنے آپ کو قابو میں رکھنے کا ناصحانہ مشورہ دیا تھا۔ بعض حلقوں کی قیاس آرائیوں پر کیا تبصرہ کیا جاسکتا ہے کہ تقریر کا خاکہ کہاں بنا؟۔ اس کے خدوخال کہاں سنوارے گئے؟۔ تخیل کو الفاظ کا جامہ کس نے پہنایا؟ اقدامات کا حوصلہ اور اعلانات کے عزم کی پختگی کہاں سے آئی؟۔ امریکی وزیر خارجہ سے برطانوی وزیر اعظم تک حتیٰ کہ امریکن کانگریس کے سینیٹر پیشگی تقریر کے ماخذ سے آگاہ اور مطمئن کیونکر تھے؟۔ کسی آزاد خود مختار ملک کے اندرونی معاملات میں غیر معمولی دلچسپی اور مداخلت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا؟۔ امریکہ کے سینئر سینیٹر جوزف لائبرمین نے کس وجدان کی بنیاد پر صدر مملکت کی تقریر سے قبل یہ ریمارکس دیئے کہ قوم کے نام جنرل پرویز مشرف کا خطاب تاریخ ساز ہوگا۔ اس کے نتیجے میں پاک بھارت کشیدگی ختم ہوجائے گی۔ ان کے جرات مندانہ اقدامات کا بھارت بھی حوصلہ افزا جواب دے گا۔

صدر مملکت کی تقریر کے حوالہ سے امریکی سینیٹر کا دعویٰ کس قدر درست ثابت ہوگا اس کا اندازہ امریکہ، برطانیہ اور بالخصوص بھارتی حکومتوں کے خیر مقدمی بیانات سے لگایا جاسکتا ہے۔ بھارتی وزیر خارجہ جسونت سنگھ نے صدر پرویز کے اقدامات کو اپنی سفارت کاری اور خارجہ دباؤ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ سرحدی کشیدگی ختم ہونے کا انحصار محض اعلانات پر نہیں عملی اقدامات اٹھانے پر ہے۔ پاکستان اگر ایک قدم بڑھائے گا تو بھارت دو قدم بڑھائے گا۔ بھارتی وزیر خارجہ نے یہ بھی کہا ہے کہ کشمیر کی تحریک حریت کو دہشت گردی تسلیم کرکے پاکستان نے ہمارا موقف تسلیم کرلیا ہے۔ بھارتی وزیر اعظم واجپائی بھی پاکستان سے باربار یہی مطالبہ کررہے تھے کہ سرحد پار کارروائیوں کو پاکستان دہشت گردی تسلیم کرے۔ پاکستان کا یہ موقف رہا ہے کہ بھارت کشمیر میں ریاستی دہشت گردی کررہا ہے۔ اب تک اسی ہزار کشمیریوں کو شہید کیا جاچکا ہے۔ افسوس کہ عالمی ضمیر جاگ سکا نہ بھارت کو سمجھا سکا۔ صدر مملکت نے کشمیر پر واضح دوٹوک الفاظ میں قومی موقف کا اعادہ کرتے ہوئے کسی لچک کا مظاہرہ نہیں کیا۔ انہوں نے اسے پاکستانی قوم کے خون میں دوڑنے والا مسئلہ قرار دیا۔ بھارت کی طرف سے مطلوب 20 افراد کو بھارت کے حوالے کرنے کے مطالبہ کو مسترد کرنے کے اعلان کو جرات مندانہ قرار دیا جائے گا۔ اس رواداری اور

خیر سگالی کی صورت میں پاکستان کو مطالبات کی ایک لمبی فہرست کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ صدر مملکت نے ابتداً بھارتی مطالبہ کو جھٹک کر مستحسن قدم اٹھایا ہے۔

صدر مملکت نے انتہاپسندوں' بنیاد پرستوں اور بالخصوص فرقہ واریت کے خاتمہ کے ضمن میں سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ پر پابندی کا اعلان کیا۔ دونوں متحارب گروپوں کے باہمی تصادم اور خون ریزی کے باعث محب وطن شہریوں میں تشویش کا پھیلنا ایک فطری امر تھا۔ اب تک ہزاروں افراد مذہبی دہشت گردی کی بھینٹ چڑھے۔ عبادت گاہوں اور مذہبی مقامات کا تقدس مجروح ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ مذہبی دہشت گردی کے ان افسوس ناک واقعات کے پیش نظر قوم یقیناً فرقہ واریت کے خاتمہ کے اقدامات کو سراہے گی۔ پابندی یا جبر کسی مسئلہ کا حل نہیں۔ جن مذہبی تنظیموں پر پابندی عائد کی گئی ہے وہ ابھی سے زیر زمین چلے گئے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ نام تبدیل کر کے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ کسی مرض کا علاج تشخیص کے بغیر ممکن نہیں۔ ان اسباب و عوامل پر غور کرنے کی ضرورت ہے جن کے باعث دونوں تنظیموں کے درمیان ایک طویل مدت سے باہمی تصادم اور خون ریزی کا سلسلہ جاری ہے۔ جب بھی دونوں متحارک جماعتوں کے موقف کو سن کر مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی گئی کسی تیسری طاقت نے پس پردہ اپنا کام کر دکھایا۔ ماضی گواہ ہے کہ تحریک پاکستان' تحریک ختم نبوت' تحریک نظام مصطفیٰ میں تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں نے مشترکہ جدوجہد میں حصہ لیا۔ ملی یکجہتی کونسل کی صورت میں فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے سبھی مکاتب فکر اور مسالک کو قریب لانے کی کوشش ہوئی۔ فقط دبانے یا پابندی لگانے کی بجائے باہمی کشیدگی و تناؤ کے پس پردہ اسباب و محرکات کا پتہ لگا کر کارروائی کرنے کی ضرورت ہے۔ پابندی کا شکار ہونے والے دونوں متحارب گروپوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اگر انہوں نے نفاق' تعصب اور نفرت کی بجائے برداشت' رواداری' تحمل اور میانہ روی سے کام لیا ہوتا تو آج انہیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ انہیں اس پہلو پر بھی سوچنا ہوگا کہ صدر مملکت کے انتہائی اقدام پر قوم نے کیوں کر مسرت و اطمینان کا اظہار کیا ہے؟۔

مسجد اور مدرسہ کی رجسٹریشن کو لازمی قرار دے کر شکوک و شبہات پیدا کئے گئے ہیں۔ مختلف شعبوں میں بے شمار ادارے متعلقہ محکموں کی ملی بھگت سے این او سی کے بغیر چلائے جارہے ہیں۔ قانون کی عملداری یکساں ہونی چاہئے۔ تعلیم کے حوالہ سے جگہ جگہ سکول کالج این او سی کے بغیر چل رہے ہیں۔ مسجد کو ابتدائی مکتب کی حیثیت حاصل ہے۔ ترجیحی بنیادوں پر مسجد کے لئے این او سی کی پابندی حکومت اور دینی حلقوں میں کشیدگی کے علاوہ ایک واضح خلیج کا باعث بھی بنے گی۔ دینی مدارس کے حوالے سے بھی دینی حلقوں میں کچھ مدت سے اضطراب پایا جاتا ہے کہ موجودہ حکومت بیرونی دباؤ بالخصوص ایک بڑی طاقت کے حکم پر انہیں کنٹرول کرنا چاہتی ہے۔ حکومت نے دینی

مدارس کی اصلاح کے لئے حال ہی میں ایک تعلیمی بورڈ قائم کرنے کا اعلان کیا تھا۔ جو نصاب تعلیم اور دیگر معاملات طے کرنے کے لئے تھا۔ دہشت گردی کی روک تھام کے لئے صدر مملکت نے جن اقدامات کا اعلان کیا ہے ان میں بعض اقدامات پر سختی سے عمل درآمد کرانے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی دینی ادارہ دہشت گردی میں ملوث رہا ہے تو حکومت نے اب تک اس کے خلاف کیوں کارروائی نہیں کی۔ موجودہ حالات کے تناظر میں سارے دینی اداروں کو شک کی نگاہ سے دیکھنا مناسب نہیں۔ مدارس میں زیر تعلیم غیر ملکی طلباء کی شناخت بہر حال ضروری ہے اس لئے متعلقہ دستاویزات کی پابندی پر معترض ہونا مناسب نہیں۔ ہمارے ہاں دینی مدارس میں اکثر افغانی طلباء بھی زیر تعلیم ہیں۔ موجودہ تباہ شدہ افغانستان اور مفلوک الحالی کے باعث ایسے زیر تعلیم طلباء کو بطور خاص نشانہ نہیں بنانا چاہیے۔ اپنی مدد آپ کے تحت چلنے والے ان دینی اداروں میں لاکھوں طالب علم قرآن و حدیث، فقہ، منطق کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ غریب، نادار، طالب علموں کے قیام و طعام اور درس و تدریس کے حوالہ سے معاشی طور پر ہمارے دینی مدارس معاون اور مددگار کی حیثیت سے مثالی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بیرونی دباؤ کے برعکس اگر حکومت اصلاح احوال میں واقعتاً مخلص ہے تو حکومت کو بداعتمادی کی فضا ختم کر کے اقدامات کرنا ہوں گے۔ دینی مدارس کو فوری طور پر قومی دھارے میں شامل کرنے کے مضمرات پر بھی غور کرنا ہوگا۔

حکومت ابھی تک سرکاری تعلیمی اداروں کی اصلاح نہیں کر سکی۔ فرسودہ نظام اور نصاب تعلیم ابھی تک توجہ طلب ہیں۔ ہم کوئی انقلابی تبدیلیاں نہیں لا سکے۔ حکومتی اقدامات کے نتیجہ میں اس بات کی کیا گرنٹی ہے کہ دینی مدارس کے موجودہ معیار درس و تدریس کو قائم رکھا جا سکے گا؟۔ محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مساجد درگاہوں کی کارکردگی کے باعث ان خدشات کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ حکومتی اقدامات سے درباری سرکاری ملاؤں کی فوج ظفر موج تو تیار ہو سکتی ہے لیکن دینی جذبہ اور حقیقی روح پھونکنے والے عالم پیدا نہیں ہو سکتے۔ امریکی وزیر خارجہ کولن پاؤل نے پاکستان کے دینی مدارس کی اصلاحات کے ضمن میں گزشتہ دورہ پاکستان کے موقع پر جس دلچسپی کا اظہار کیا تھا دینی طبقوں کے ان خدشات کو تقویت ملتی ہے کہ حکومت انہی کے دباؤ پر پالیسیاں مرتب کر رہی ہے۔ امریکہ اور مغرب میں ہمارے دینی مدارس کے حوالہ سے یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ وہ جہاد کی نرسریاں ہیں اور یہیں سے جذبہ جہاد کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ اسلام میں عقیدہ جہاد کی اہمیت و فضیلت سے انکار ممکن نہیں۔ ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ملک بھر میں کتنے ایسے مدارس ہیں جو عملی جہاد کی تربیت دے رہے ہیں؟۔ چند ایک مدارس کو مثال بنا کر سارے مدارس کو اس دھارے میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ ہم تو ایسے دینی اداروں کی مثال بھی دے سکتے ہیں جن میں زیر تعلیم طلباء کو کسی دینی اجتماع، جلسہ، جلوس یا اپنے نصاب کے برعکس لٹریچر پڑھنے کی

اجازت نہیں۔ صدر مملکت نے خود اپنی تقریر میں بعض ایسے ہی دینی مدارس کی تعریف کی ہے جن میں کمپیوٹر اور جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ تعلیم دی جارہی ہے۔ کیا اس کے باوجود بھی حکومت دینی مدارس کی حوصلہ شکنی کر کے دینی خدمت کے ایک روشن باب کو ختم کرنا چاہتی ہے۔

مدارس اور مساجد کی رجسٹریشن اور این او سی سے متعلق صدر مملکت نے جن اقدامات کا اعلان کیا ہے اس کا ایک بڑا نقصان بھارت کے اسلام پسند مسلمانوں کو پہنچے گا۔ چنانچہ تقریر کے فوری بعد بھارت کی انتہا پسند تنظیموں وشواہندو پریشد......... نے جنرل مشرف کے اقدامات کے حوالہ سے بھارتی حکومت سے بھارت میں واقع مدارس اور مساجد سے متعلق یہی کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

بھارت نے مسلح افواج اور اپنی پوری جنگی قوت سرحدوں پر جمع کر دی ہے۔ بھارت کے جارحانہ عزائم بھارتی قیادت کی دھمکیوں سے عیاں ہیں۔ دشمن ہمارے وجود کو مٹانے کے درپے ہیں۔ بھارت کا اسرائیل کے ساتھ حالیہ معاہدہ وطن عزیز کی سالمیت 'تحفظ اور دفاع کے لئے ایک خطرناک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نازک موقع پر ہماری کوئی سی کمزوری سے بھی دشمن فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بھارت اسرائیل کو پاکستان کا ایٹمی پروگرام ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان کے بعد بین الاقوامی سطح پر جو تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ بھارت اس سنہری موقع کو اپنے ہاتھ سے ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ موجودہ سرحدوں کی سنگین صورتحال اور بھارتی جنگی جنون کے پیش نظر جہاد سے متعلق صدر مملکت کا یہ موقف کہ عسکری جہاد سے بڑا جہاد جہالت اور غربت کے خلاف جہاد ہے۔ ایسے انداز سے عسکری جہاد سے دستبرداری کا تاثر ملتا ہے۔ جب دشمن مٹانے 'دبانے' جھکانے کی جارحانہ پالیسی اختیار کئے ہو تو ایسے دشمن کے سامنے جہاد اکبر و جہاد اصغر کی بحث چھیڑنے کی ضرورت نہیں۔ بھارتی حکمرانوں کی دھمکیوں کے جواب میں جنرل مشرف نے اگرچہ کسی بزدلی کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ منہ توڑ جواب کا عندیہ دے کر حساب برابر رکھنے کی کوشش کی ہے لیکن پاک بھارت جنگ کے حوالے سے انہوں نے کبھی جہاد کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اس سے اس شک کو تقویت مل رہی ہے کہ شاید یہ لفظ اب متروک کیا جا چکا ہے۔

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے نشری تقریری میں مزید کہا کہ اعلان جہاد حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مفتیان اور علمائے کرام ہی فتویٰ دے سکتے ہیں کہ اگر دشمن کے واضح عزائم اور جنگ کے خطرات کے باوجود حکومت وقت جہاد کا اعلان نہ کرے تو پھر اعلان جہاد کی نوعیت اور حیثیت کیا ہو گی؟۔ صدر مملکت نے سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ پر پابندی کا جواز پیش کیا لیکن انہوں نے لشکر طیبہ اور جیش محمد پر پابندی سے متعلق کوئی جواز پیش نہیں کیا۔ آیا جہادی تنظیموں پر پابندی کا اعلان نجی جہاد کی حوصلہ شکنی کی خاطر کیا گیا ہے؟۔ جیسا کہ اب زیادہ تر جہادی

تنظیموں کے خلاف ملک گیر آپریشن جاری ہے۔پاکستان کی سالمیت تحفظ اور بقاء کے لئے ہر اٹھایا جانے والا ناگوار اقدام بھی گوارا کیا جاسکتا ہے لیکن ان حالات میں بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ خطرہ کی گھنٹی کی علامت ہے جہادی تنظیموں کو توڑنے میں کیا عجلت کا مظاہرہ نہیں کیا گیا؟۔ بعض جہادی تنظیموں پر پابندی اس لئے بھی باعث حیرت ہے کہ انہیں پروان فوج نے چڑھایا اور ان کا خاتمہ بھی فوج کررہی ہے۔شاید اب ان کی ضرورت باقی نہیں رہی۔یا پھر ان کی ضرب کاری سے دشمن کو پہنچنے والی ٹھیس سے ہماری حکومت کو ہمدردی پیدا ہوگئی ہے۔ ہمیں پاک مسلح افواج کی صلاحیتوں‘ شجاعت اور فنی مہارت پر فخر بھی ہے اور بھروسہ بھی۔اگر پاک مسلح افوج کا جہاد پر ایمان پختہ ہے تو وہ بلاشبہ ناقابل تسخیر فوج ہے۔ جہادی تنظیموں پر پابندی کے بعد یہ بات محل نظر رہے کہ پاک وطن کی سرحدوں کی حفاظت اور خطرات کا مقابلہ کرنے کی دوہری ذمہ داری عائد ہوگئی ہے جس کے لئے مسلح افواج اور قیادت کو عہدہ برا ہونے کی ضرورت ہے۔

امریکہ اور یورپ میں عقیدہ جہاد سے متعلق جو غلط فہمی پائی جاتی ہے افسوس کہ سرکاری سطح پر اس پراپیگنڈہ کا موثر جواب نہیں دیا گیا۔یہ تاثر بھی غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔اسلام سلامتی‘امن‘بھائی چارے‘اخوت اور محبت کا مذہب ہے۔اس میں رواداری ہے‘اعتدال ہے‘انتہاپسندی اور تشدد نہیں۔اسلام اخلاق اور کردار کے اعلیٰ نمونوں سے پھیلا ہے۔ تلوار کے زور سے اسلام کے پھیلنے کا دعویٰ کرنے والے بتائیں کے حضرت عمر فاروقؓ کی گردن پر کس نے تلوار رکھی تھی۔ سیدنا حضرت بلال حبشیؓ کو کس نے زدوکوب کرکے کلمہ پڑھنے پر مجبور کیا؟۔افسوس کہ ہم نے اسلام کی حقانیت‘حقیقت اور اصلیت کو پیش نہیں کیا۔سرکار دو عالم ﷺ کے دور میں جتنی جنگیں لڑی گئیں وہ دفاعی تھیں۔ کہیں بھی جارحیت کا ارتکاب نہیں۔ مسلمان دفاع میں تلوار اٹھاتا ہے۔عالم اسلام کے مسلمان اس آفاقی اور عالمگیر عقیدہ پر ایمان رکھنے کے باوجود افسوس اس کا دفاع نہ کرسکے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملک کی واحد دینی جماعت ہے

جسے اتحاد بین المسلمین کی داعی اور علمبردار ہونے کی سعادت حاصل ہے

ماضی میں تمام تحاریک ختم نبوت میں اس جماعت کے اکابرین کی مخلصانہ کاوشوں کے باعث تمام مکاتب فکر علماء اور رہنماؤں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا گیا۔اس جماعت نے فرقہ واریت کے خاتمہ اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد کے لئے جو گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں جماعت کا نصب العین فقط عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت ہے۔ عملی سیاست یا ملکی انتخابی سیاست سے جماعت کا دور کا واسطہ بھی نہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت مسلمانوں کو ارتداد اور گمراہی

سے بچانے کے لئے ختم نبوت کے بنیادی عقیدہ کی نشرواشاعت کے ضمن میں مثبت تبلیغی انداز میں سرگرم عمل ہے۔ جماعت کی پالیسی ہے کہ تمام مسلمانوں کے فرقوں میں ہم آہنگی پیدا کر کے ان کے تعاون سے تبلیغ کا دائرہ کار بڑھایا جائے۔ جماعت عدم تشدد کی قائل ہے۔ چنانچہ جماعت کی تاریخ گواہ ہے کہ جماعت نے کبھی قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کی۔

1974ء کی تحریک کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ بعد ازاں 1984ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کا نفاذ عمل میں آیا۔ ملک کی تمام عدالتوں وفاقی شرعی عدالت' سپریم کورٹ' ہائی کورٹ اور لوئر کورٹس نے اس تاریخ ساز فیصلوں پر مہر تصدیق ثبت کی۔ جماعت نے مقدمات میں پیروی کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ملک کا آئین اور قانون مقدم ہے۔ موجودہ حالات کے تناظر میں جب کہ دینی جماعتوں کے خلاف کریک ڈاؤن کا سلسلہ جاری ہے حکومت کو ایسی دینی جماعتوں سے متعلق صحیح معلومات حاصل ہونی چاہئیں جو مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان نہ صرف رابطہ بلکہ ان کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔

جداگانہ طرز انتخاب کی بجائے مخلوط طریق انتخاب!

صدر مملکت پرویز مشرف کی زیر صدارت ہونے والے اجلاس میں کابینہ نے جداگانہ طرز انتخاب ختم کر کے مخلوط طریق انتخاب کی منظوری دی ہے۔ کابینہ نے قومی اسمبلی کی تعداد 216 سے بڑھا کر 350 کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ 25 نشستیں ٹیکنوکریٹس کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ خواتین کی تعداد 20 سے 60 یعنی تین گنا کر دی گئی ہے۔ قومی اسمبلی میں بطور امیدوار تعلیمی معیار بی اے رکھا گیا ہے۔ ہر سیاسی جماعت کو عام انتخابات میں حاصل ہونے والے مجموعی ووٹوں کے تناسب سے مخصوص نشستوں سے حصہ ملے گا۔

عام انتخابات سپریم کورٹ کے دیئے ہوئے فریم ورک کے مطابق اکتوبر 2002ء میں متوقع ہیں۔ موجودہ حالات جبکہ جہادی تنظیموں پر پابندیوں' دینی مدارس کو کنٹرول کرنے' وسیع پیمانے پر علماء کی گرفتاریوں' دینی مذہبی طبقے کے خلاف کریک ڈاؤن جاری ہے۔ مخلوط طرز انتخاب کا اعلان ان شکوک وشبہات کے لئے باعث تقویت ہے کہ حکومت مخصوص ایجنڈے کو آگے بڑھانے میں سرگرم عمل ہے۔ 1973ء کے متفقہ آئین میں اگرچہ مخلوط طریق انتخاب ہی قرار دیا گیا تھا جس پر اس وقت جماعت اسلامی' جمعیت العلمائے اسلام' جمعیت العلمائے پاکستان کے پارلیمانی رہنماؤں کے دستخط موجود ہیں۔ سابق صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے 1977ء میں عنان اقتدار سنبھالا تو انہوں نے اپنے دور میں آئین میں ترمیم کر کے جداگانہ طرز انتخاب کے تحت ملکی انتخاب کروانے کا فیصلہ کیا اور قرار

داو مقاصد کو آئین کا حصہ قرار دیا گیا۔ جنرل محمد ضیاء الحق چونکہ اسلامی ذہن رکھنے والے رہنما تھے اسلامی تشخص کے حوالے سے وہ دائیں بازو کی جماعتوں کو آگے لانا چاہتے تھے۔ جداگانہ طرز انتخاب رائج کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اقلیتی بینک ووٹ کو بائیں بازو بالخصوص پیپلزپارٹی کی طرف منتقل ہونے سے بچایا جائے۔ ماضی میں اقلیتی ووٹوں کے اہم کردار کی وجہ سے پیپلزپارٹی کو مسلم لیگ پر برتری حاصل ہوئی۔ جنرل پرویز نے اپنے پیش رو جرنیل (ضیاء الحق) کے برعکس مخلوط طریق انتخاب کا اعلان کر کے دینی سیاسی جماعتوں کی حوصلہ شکنی اور بائیں بازو کی سیکولر جماعتوں کو کیا "منظر خاص" پر لانے کا فیصلہ تو نہیں کیا؟۔ سیاسی حلقے پیپلزپارٹی اور حکومت کی خفیہ ڈیل کے بارے میں کچھ مدت سے خدشات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مخلوط طرز انتخاب کا حقیقی فائدہ ملک کی سیکولر سیاسی جماعتوں کو ہی پہنچے گا۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو مخلوط طرز انتخاب سے عیسائی' ہندو' قادیانی' سکھ جیسی اقلیتوں کے ووٹ سب سے زیادہ اسی پارٹی کو ہی ملنے کے امکان ہیں۔

مخلوط طرز انتخاب کے اعلان کے بعد ملک میں دونوں طرز انتخاب سے متعلق بحث و تمحیص کا سلسلہ بھی چل نکلا ہے۔ بعض کالم نگاروں کا کہنا ہے کہ پاک بھارت کشیدگی کی طرف سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے مخلوط طرز انتخاب کا اعلان کیا گیا ہے۔ تاہم یہ پہلو بھی غور طلب ہے کہ پاک بھارت سرحدوں پر منڈلاتے ہوئے جنگ کے خطرات کے باوجود انتخابات کو کیوں ترجیح دی جا رہی ہے؟۔ سپریم کورٹ نے 12 اکتوبر کو میاں نواز شریف کی حکومت کی برطرفی کے خلاف دائر شدہ رٹ کا فیصلہ سناتے ہوئے جنرل پرویز مشرف کی حکومت کو نظریہ ضرورت کے تحت اگرچہ جائز حکومت قرار دیا تھا لیکن اسے 12 اکتوبر 2002 تک قومی و صوبائی اسمبلیوں کے عام انتخابات سے مشروط کیا تھا۔ سپریم کورٹ نے حکومت کو ضرورت کے تحت آئین میں ترمیم کا حق بھی دیا لیکن حکومت کو آئین میں بنیادی ترمیم کرنے سے متعلق پابند کیا تھا کہ وہ اس کی مجاز نہ ہوگی۔ ملکی سالمیت کے حوالہ سے اندرونی و بیرونی خطرات سے انکار ممکن نہیں۔ سرحدوں پر کشیدگی' بھارت اسرائیل معاہدہ کے بعد خطرات سے نپٹنے کے لئے فوج پر دوہری ذمہ داری آن پڑی ہے۔ ملکی سلامتی اور دفاع کا تقاضا ہے کہ آئین میں تبدیلی کئے بغیر ملک کے نازک حالات کے پیش نظر اقتدار عوام کو منتقل کر دیا جائے۔ 1985' 1988' 1990' 1993' 1997ء میں ہونے والے انتخابات جداگانہ طریق انتخاب پر ہوئے۔ جنرل محمد ضیاء الحق کے بعد میاں نواز شریف' محترمہ بے نظیر بھٹو دو دو مرتبہ جداگانہ طرز انتخاب کی بدولت حصول اقتدار میں کامیاب ہوئے۔ اب جو حکومت نے مخلوط طریق انتخاب کا فیصلہ کیا ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ ضلعی حکومتوں کے قیام کے لئے حالیہ بلدیاتی انتخابات جداگانہ طرز انتخاب پر کیوں انعقاد پذیر ہوئے؟۔ صدر مملکت جنرل پرویز مشرف کے روڈ میپ میں کیا مخلوط طرز انتخاب طے تھا؟۔ 11 ستمبر کو

ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹاگون کی تباہی کے بعد ایسے کون سے حالات پیدا ہو گئے کہ حکومت کو آئین میں تبدیلی کر کے جداگانہ طرز انتخاب سے خلاصی حاصل کرنا پڑی؟۔

قومی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں کے لئے تعلیمی معیار (بی اے) کی شرط کو سراہا جائے گا۔ یہ اقدام بلاشبہ قابل تحسین ہے۔ قانون بنانے والے اداروں میں واقعتاً تعلیم یافتہ افراد کی ضرورت ہوتی ہے۔ حکومت اگر جمہوری اداروں سے انگوٹھا چھاپ سیاست ختم کر کے انہیں باوقار بنانا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ضلعی نظام کے لئے بھی تعلیمی معیار کی پابندی لگائے۔ یہ طرفہ تماشا ہے کہ قومی اسمبلی کا ممبر تو بی اے ہو............ اور ضلع کا ناظم میٹرک فیل............ امید ہے کہ حکومت اس پہلو پر غور کرے گی۔ زمینداروں' جاگیرداروں کی جدی پشتی نشستیں ختم ہونے سے متعلق بعض حلقوں میں جس خوشی کا اظہار کیا جا رہا ہے وہ محض خوش فہمی ہے کیونکہ اس مخصوص طبقہ کی اولادیں اب صرف تعلیم یافتہ ہی نہیں ہنریافتہ بھی ہیں۔

1973ء کے آئین میں اگرچہ مخلوط طرز انتخاب طے کیا گیا تھا۔ بعد ازاں جداگانہ طریق انتخاب جو آئین پاکستان میں دو قومی نظریہ کے مطابق ہمیشہ طے پا گیا تھا اسے دوبارہ متزلزل کرنا مناسب نہیں ہے۔ ہمیں یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ پاکستان کا وجود جداگانہ طرز انتخاب کا مرہون منت ہے۔ یہ طرز انتخاب برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں نے اس لئے قبول کیا تھا کہ اس طریق انتخاب سے مسلم نشستوں کے لئے انتخاب میں حصہ لینے اور ووٹ دینے کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل ہو گا۔ اس طرح ہندوؤں کی اکثریت غالب نہ آسکے گی۔ مخلوط طرز انتخاب سے دو قومی نظریہ کی روح کے مجروح ہونے کا احتمال ہے۔ مخلوط طریق انتخاب تخلیق پاکستان کے عمل اور بانی پاکستان کی فکر کے منافی ہے۔

مخلوط طرز انتخاب کا فیصلہ کر کے اقلیتوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کے خاتمہ کا تاثر دیا جا رہا ہے۔ مخلوط طریق انتخاب سے اقلیتوں کو برابر کے شہری ظاہر کرنے کا مقصد تو پورا ہو جائے گا لیکن جداگانہ طرز انتخاب سے حاصل ہونے والی مراعات اور ''موج بہاریں'' اقلیتی رہنماؤں کو مخلوط طرز انتخاب سے حاصل نہ ہو سکیں گی۔ یہ سوال اٹھایا جا رہا ہے کہ اقلیتوں کے لئے نشستیں مخصوص نہ کرنے کی وجہ سے اسمبلیوں میں اقلیتوں کی نمائندگی کون کرے گا؟۔ پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کو آئین میں متعین شدہ حقوق حاصل ہیں۔ انہیں کبھی دوسرے درجے کا شہری تصور نہیں کیا گیا۔ سوائے قادیانی جماعت کے تمام اقلیتیں محب وطن ہیں اور وہ پاکستان کی وفادار ہیں۔ آئین اور قانون کا احترام کرتی ہیں۔ قادیانی گروہ کو 1974ء میں ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ سے قومی اسمبلی کے فورم پر کافی غور خوض اور قادیانی جماعت کے رہنماؤں کو صفائی کا موقع دیئے جانے کے بعد غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلہ پر سپریم کورٹ آف پاکستان' وفاقی شرعی عدالت' ہائی کورٹ کے علاوہ دیگر عدالتوں نے بھی مہر تصدیق ثبت کردی۔ لیکن قادیانی خود کو مسلمان اور ان کی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والے دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر کہنے پر بضد ہیں۔ ماضی میں قادیانی گروہ نے قومی وصوبائی اسمبلیوں میں اقلیتی نشستوں پر انتخاب کا مسلسل بائیکاٹ جاری رکھا ہے اور یہ آئین سے بغاوت اور قانون سے سرکشی کے مترادف ہے۔ ایک قادیانی نے اقلیتی نشست پر انتخاب میں حصہ لیا تو اسے بطور سزا قادیانی جماعت سے ہی خارج کردیا گیا۔ قادیانی نہ تو مردم شماری میں حصہ لیتے ہیں نہ ہی ووٹر لسٹوں میں اپنے نام بطور اقلیت کے اندراج کروانا پسند کرتے ہیں۔ وقت کی کسی حکومت نے اس بات کا نوٹس نہیں لیا۔ اب جبکہ صدر مملکت نے آئینی ترمیم کے ذریعہ مخلوط طرز انتخاب کا فیصلہ کیا ہے تاکہ اقلیتوں کو برابر کے شہری ہونے کا درجہ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ صدر مملکت نوٹ فرمائیں کہ قادیانی جماعت ان کے جذبہ ہمدردی کا جواب کس طرح دیتی ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانی اقلیت کو مردم شماری میں حصہ لینے' ووٹر لسٹوں میں بطور ووٹر ناموں کا اندراج کروانے اور انتخابی عمل میں حصہ لینے کا پابند بنائے۔ قادیانی جماعت اگر دیگر اقلیتوں کے برعکس اپنی سابقہ ہٹ دھرمی اور ضد پر قائم رہتی ہے تو آئین سے بغاوت اور قانون شکن جسارت پر صدر مملکت کو سخت ایکشن لینا چاہیے۔

سنت رسول کی تضحیک!

پینٹاگون نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ القاعدہ اور طالبان قیدیوں کو افغانستان سے کیوبا منتقلی کے وقت ان کی داڑھیاں اور سر کے بال مونڈھ دیئے گئے۔ یہ جواز پیش کیا گیا کہ بعض طبی وجوہات کی بنا پر یہ اقدام اٹھانا پڑا۔ پینٹاگون کے ترجمان لفٹیننٹ کرنل ڈیولیپن نے بتایا کہ تقریباً تمام قیدیوں کے بالوں میں جوئیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس لئے ان کے سروں اور چہروں پر استرے پھیر دیئے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ۔

پینٹاگون کے ترجمان نے جو موقف اختیار کیا ہے وہ عذر گناہ بدتر از گناہ کے مترادف ہے۔ جسے قبول نہیں کیا جاسکتا۔ جوؤں کا علاج اس کے بغیر بھی ممکن تھا۔ اخبارات میں اس سے قبل یہ خبریں بھی آچکی ہیں کہ جب طالبان اور القاعدہ کے قیدیوں کو افغانستان سے اٹھایا گیا تو سخت سردی کے موسم میں قیدیوں کے جسم ننگے تھے۔ وہ صرف انڈرویئر میں تھے اور ان کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ انہیں جانوروں کی طرح ہانک کر جہازوں میں ڈالا گیا۔ امریکہ دنیا کا مہذب ترین اور ترقی یافتہ ملک ہے۔ دنیا بھر کی بالادستی کا خواب شرمندہ ہوتا دیکھ کر طاقت وقوت نے اسے اندھا کردیا ہے۔ حقوق انسانی کی بعض تنظیموں نے دبے لفظوں میں امریکہ سے التماس کی ہے کہ جنگی قیدیوں کے

بقیہ: صفحہ 15 پر

صاحبزادہ طارق محمود

یہ حقیقت ہے

پاکستانی قوم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وطن عزیز پر جب بھی کوئی مشکل یا آزمائش کا وقت آتا ہے قوم گناہوں کی معافی مانگ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتی ہے۔ چنانچہ جنگ کے منڈلاتے ہوئے خطرات کو دیکھتے ہوئے پوری قوم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے۔ لوگ گھروں میں' بازاروں میں' مکانوں میں دوکانوں میں کارخانوں میں اللہ کی یاد اور اس کے ذکر میں اس طرح مشغول ہیں کہ باقی سارے کام معطل ہو کر رہ گئے ہیں۔ پوری قوم سجدہ ریز ہو کر اللہ تعالیٰ سے مدد کی مدد طلب گار ہے کیونکہ ایک سپر طاقت کی آشیرباد کی بدولت ہمارے ازلی ابدی دشمن کے عزائم انتہائی خطرناک ہیں۔ وہ ہمیں اسی طرح تہہ تیغ کرنا چاہتا ہے جس طرح امریکہ نے طالبان کے وجود کو مٹانے کے لئے افغانستان کی تباہی و بربادی میں پورے وسائل بے دریغ استعمال کئے تھے۔ پاکستانی قوم بھارت کی جنگی تیاریوں سے قطعاً خوف زدہ نہیں۔ ان کا جذبہ ایمانی بیدار ہے۔ سرحدوں پر خطرات کی کوندتی بجلیاں دیکھ کر پاکستانی قوم کی نمازوں میں خضوع و خشوع پیدا ہو گیا ہے۔ مساجد میں نمازیوں کی تعداد روز بروز بڑھنے سے رمضان المبارک کے پلٹ آنے کا گمان ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ بند قرآن مجید کھل گئے ہیں۔ ذکر اذکار میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے۔ اکثر لوگ ہاتھوں میں چھوٹی بڑی تسبیحاں پکڑے اضطراب اور عجلت میں اوپر نیچے دانے پھینک پھینک کر توبہ استغفار کا عملی مظاہرہ کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔ سینما گھروں میں الو بول رہے ہیں۔ ویڈیو سنٹروں کے مالکان سارا سارا دن مکھیاں مارتے نظر آتے ہیں کیونکہ بھارت دشمنی کے باعث اہل وطن نے انڈین فلموں کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ آخر قومی غیرت و حمیت بھی تو کوئی چیز ہے۔ کیبل کے وہ چینل جن کے ذریعے دن رات بھارتی فلمیں اور دیگر رنگا رنگ پروگرام دکھائے جا رہے تھے قوم بھول کر بھی وہ چینل نہیں دیکھتی۔ ہماری قوم دوردرشن یا صبھارا سے بھارتی خبروں کو نہیں سنتی۔ حکومت نے خواہ مخواہ کیبل نیٹ ورک کو متاثر کر کے قوم کو بھارتی پراپیگنڈہ سے بچانے کی کوشش کی ہے۔ اب تو لوگ زیادہ تر قرآن مجید اس کا ترجمہ اور نعتوں والے چینل دیکھ کر اپنے ایمانوں کو تقویت بخش رہے ہیں۔ پی ٹی وی اور ریڈیو پاکستان قوم کے جذبات کی حقیقی عکاسی کرتے ہوئے قومی گیت اور جنگی ترانے سنا اور دکھا کر ناظرین و سامعین کے خون کو گرما رہے ہیں۔ تھرکتے پھدکتے جسموں کے گانوں کی جگہ جذبہ جہاد ابھارنے والے

خطبات نشر کئے جا رہے ہیں۔ تیزی سے مقبولیت حاصل کرنے والے ڈراموں میں فحش مکالموں' حیا سوز ڈانس کے باوجود لوگوں کے لئے کوئی سی کشش باقی نہیں رہی۔ ثقافت کے نام پر ملک کے مختلف شہروں میں تفریحی میلوں' ان میں علاقائی رقص و سرود اور رنگا رنگی کے باوجود عوام کی دلچسپی نہ ہونے کے برابر ہے۔ لوگ اب بدی سے بیزار نیکی کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔

بھارتی جارحیت اور جنگ کے امکان کے باعث ایک حیرت انگیز تبدیلی ہمارے معاشرے میں یہ پیدا ہوئی ہے۔ انسوں نے تمام فروعی اختلافات ختم کر کے دشمن کے خلاف متحد ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ مسجد سے مسجد' منبر سے منبر' محراب سے محراب' مسلک سے مسلک کے تصادم کے خاتمہ اور باہمی اتحاد و اتفاق کے اعلان سے پوری قوم میں خوشی کے علاوہ جوش و خروش کی لہر اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ علمائے کرام نے جمعہ کے اجتماعات میں بھارت کے خلاف جذبہ جہاد ابھارنے والے ایمان افروز بیانات کا سلسلہ جاری کر دیا ہے۔ اس طرح ملک کی تمام مساجد سے قوم کو تیار اور بیدار کیا جا رہا ہے۔ ایک اور قابل ذکر تبدیلی ہماری سیاسی جماعتوں اور قوم کے رہنماؤں میں پیدا ہوئی ہے جس پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے۔ ہمارے سیاست دانوں کو تو خواہ مخواہ بدنام کیا جاتا ہے کہ وہ تو اقتدار کو ہر دم ملکی وحدت اور سلامتی پر مقدم رکھتے ہیں۔ ہمارے قائدین اس مشکل کی گھڑی میں انتخابات کو بھلا کر قومی یکجہتی اور اتفاق و اتحاد کے قیام میں سرگرم عمل دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا اقتدار ملک کے وجود سے مشروط ہے۔ حکومت نے ملکی دفاع اور سالمیت کے لئے تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لانے کا عہد کر رکھا ہے۔ ہماری افواج کے شیر دل سپہ سالار اور مملکت پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف نے بھارتی چیلنج قبول کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان چودہ کروڑ عوام کا ایٹمی ملک ہے۔ انسوں نے پر جوش اعلان کیا کہ مسلح افواج بھارتی حملہ کی صورت میں کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے دشمن کی توپوں کو خاموش کر دیں گی۔ حکومت جہادی تنظیموں کو فوج کے زیر کمان ان کی خدمات حاصل کرنے کی پالیسی پر غور کر رہی ہے۔ افواج پاکستان کے مسلح دستے شہر کے کسی بازار سے گزرتے ہیں تو عوام سرحدوں کے محافظوں کا والہانہ استقبال کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ خواتین انہیں دیکھ کر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتی ہیں۔ کوئی محکمہ یا کوئی شعبہ زندگی ایسا نہیں جو ملکی دفاع کے حوالہ سے غافل ہو۔ محکمہ شہری دفاع سول ڈیفنس کے رضاکار انتہائی متحرک نظر آتے ہیں۔ بلیک آوٹ کی مشقیں جاری ہیں اور شہری دفاع کے افسران اور رضاکاروں نے جنگ کے خطرہ کے پیش نظر تمام مشقیں مکمل کر لی ہیں۔ سرحدی دیہات پر بھارت کی ننگی جارحیت گولہ باری کے باوجود کسی قسم کی افراتفری دیکھنے میں نہیں آ رہی۔ البتہ لوگ پرسکون طریقے سے نقل مکانی کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بھارت کے حملہ کے پیش نظر روزمرہ کے استعمال کی چیزوں میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ ذخیرہ

اندوزوں نے اعلان کیا ہے کہ جنگ کی صورت میں وہ گودام خالی کردیں گے۔ ذخیرہ اندوزی کی بجائے اجناس کی فراوانی اور ملاوٹ شدہ اشیاء کی بجائے خالص اشیاء کی دستیابی نے ہمارے دشمن کو خاصا پریشان کردیا ہے۔ اخبارات نے جذبہ حب الوطنی کو ابھارنے اور قوم کا مورال بلند کرنے کے لئے خصوصی ایڈیشن شائع کرنے شروع کردیئے ہیں۔ ادیبوں اور شاعروں نے کمال کردکھایا ہے۔ لہو گرماتی تحریریں اور منظوم کلام نے وطن عزیز پر مرمٹنے کا جذبہ بیدار کردیا ہے۔ مادروطن کے دفاع اور استحکام کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دینے والے سائنس دانوں کو سرکاری سطح پر خصوصی پذیرائی بخشی جارہی ہے۔ ان کی مائیں حکومتی نوازشات وعنایات پر حکومت وقت کی شکر گزار ہیں۔ خصوصی حسن سلوک پر قوم بھی اپنے محسنوں کو نہیں بھولی بلکہ انہیں تو پل پل دعاؤں میں یاد رکھا جارہا ہے۔ بھارتی جنگی جنون کے باوجود قوم مطمئن ہے کہ بھارت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ دہشت گردی کے قلع قمع اور افغانستان میں عالمی برادری کے ساتھ جس عملی تعاون کا ہم نے مظاہرہ کیا ہے۔ بھارت کے مقابل عالمی برادری پاکستان کے ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی برادری کی طرف سے مسلسل پاکستان کی حمائت کا سلسلہ جاری ہے۔ پاکستان کو سفارتی سطح پر ملنے والی کامیابی پر بھارت کو ذلت ورسوائی حاصل ہوئی ہے۔

مسلم ملک ہونے کی حیثیت سے پاکستان کو عالم اسلام کی مکمل حمائت حاصل ہے۔ پاکستانی قوم کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ پاک بھارت جنگ کی صورت میں بعض اسلامی ملکوں نے پاکستان کے شانہ بشانہ جنگ لڑنے کا اعلان کیا ہے۔ پاکستان سے محبت کرنے والے مسلمان ملکوں میں بھارتی جارحیت کے خلاف پاکستان کی حمائت ہی عوامی مظاہروں کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا ہے۔ اندرون وبیرون ملک پاکستان سے اظہار محبت کے مناظر بہت خوش کن ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پاکستان کی حفاظت فرمائیں۔

بقیہ: اداریہ

ساتھ معاہدہ جینوا کے مطابق سلوک کیا جائے۔ استعمار اپنی فطرت کے ہاتھوں مجبور ہے۔ برصغیر پاک وہند میں جب برطانوی سامراج نے قدم جمائے تھے تو تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے ہر قسم کا ظلم وستم' تشدد وبربریت اور سفاکی کا مظاہرہ کیا گیا۔ اسلام' حق اور آزادی کے لئے مرمٹنے والوں کے ساتھ یہ کوئی پہلا مذاق نہیں۔ اس باب کا ایک ایک ورق خون شہیداں سے رنگین نظر آتا ہے۔ افغانستان پر امریکہ کی چڑھائی اور جنگی یلغار بلاجواز تھی۔ وسیع پیمانے پر کئے جانے والے کشت وخون اور قیدیوں سے روا رکھے گئے مظالم کا ادھار باقی رہے گا۔ عالم اسلام کی غیرت اب بھی بیدار نہیں ہوتی تو پھر ان کا خدا ہی حافظ ہے۔ سنت رسول کی تضحیک اور تذلیل پر جس قدر غم وغصہ کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کی بے حسی اور بے بسی دیکھ کر صرف رب ذوالجلال کو ہی پکارا جاسکتا ہے۔

ایک سوال/ تباہی کے اس دور میں

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل

مسلمانانِ عالم کیا کریں؟

جس کا جواب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے لکھا

یہ صحیح ہے کہ مسلمان ہر نوع سے پریشان ہے۔ انفرادی مشکلات میں مستقل گھرے ہوئے ہیں اور اجتماعی تفکرات علیحدہ دامن گیر ہیں لیکن یہ سوال کہ ان کو کیا کرنا چاہئے ایک عامی سمجھدار مسلمان کے قلم سے بھی موجب تعجب ہے۔ چہ جائیکہ کسی ذی علم کے قلم سے۔

مبارک تمغہ

اسلام وہ مذہب ہے جس کے متعلق اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک میں تکمیل کا اعلان فرمایا ہے اور اس پر احسان اور نعمت کے پورا کردینے کا تمغہ عطا فرمایا ہے اور کن پیارے الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ سورۃ مائدہ رکوع۱" ترجمہ: ...... "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور (اس تکمیل سے) تم پر اپنا انعام پورا کردیا اور میں اس بات سے خوش ہوں (اور اس کو پسند کرتا ہوں) کہ..........

تمہارا دین (اور مذہب) اسلام ہو۔ یعنی مذہب اسلام تمہارے لئے مجھے پسندیدہ ہے اور یہی تمہارا مذہب ہے۔ کیا ہی مبارک تمغہ ہے۔ کتنا مسرور بنادینے والا امتیاز ہے۔ ایسے مکمل دین کے دعویدار ایسے کامل مذہب کے پیرو اس میں پریشان ہوں کہ مسلمان کیا کریں۔ اللہ پاک نے اور اس کے سچے رسول نے دین یا دنیا کی کوئی بھی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اور کوئی بات ایسی باقی نہیں چھوڑی جس کے متعلق صاف اور کھلے ہوئے الفاظ میں احکام نہ بیان فرمائے ہوں۔ ان کے منافع اور نقصانات نہ بتادیئے ہوں اور پھر سب کچھ صرف زبانی تلقین اور کتابی تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کے سچے رسول اور رسول کی فریفتہ جماعت نے ان سب کو عملی جامہ پہنا کر ان پر عمل کرکے اس کا تجربہ بھی کرادیا ہے۔ الغرض دین و دنیا کی بہبود بھی رسول کے اتباع ہی میں مضمر و منحصر ہے۔ مگر جب ہم لوگ رسول کے اتباع کو دقیانوسیت اور سنتوں پر مرمٹنے کو تنگ نظری سمجھیں تو آخرت کا جو حشر ہونے

والا ہے وہ ظاہر ہے اور دنیا کا جو ہو رہا ہے وہ آنکھوں کے سامنے ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ایک ایک حرکت و سکون صحابہ کرامؓ اور محدثین عظام کے طفیل آج کتابوں میں محفوظ ہے۔ ایک طرف اس کو سامنے رکھو۔ دوسری طرف امت کے حالات کو سامنے رکھو۔ حضور کی ایک ایک سنت دیدہ دانستہ دلیری اور جرات سے چھوڑی جا رہی ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کا مقابلہ کیا جا رہا ہے۔ اس کی طرف متوجہ کرنے والوں کو احمق اور دین کا نا سمجھ بتایا جا رہا ہے۔ کیا اس ظلم عظیم کی کوئی حد ہے اور ایسی صورت میں مسلمانوں کو پریشانی کی شکایت کرنے کا کیا منہ ہے اور تقریروں میں اس کا شور مچانے کا کیا حق ہے کہ مسلمان تباہ ہو گئے:

آنچہ برماست از ماست
خود کردہ را علاجے نیست

ہر مصیبت کا سبب

اللہ جل جلالہ نے صاف اور کھلے ہوئے الفاظ میں ارشاد فرمادیا:

”وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر وما انتم بمعجزین فی الارض ومالکم من دون اللہ من ولی ولانصیر ۔ سورۃ شوریٰ رکوع ٤“ ترجمہ:...... ”اور جو کچھ مصیبت تم کو (حقیقتاً) پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کی بدولت پہنچتی ہے (اور ہر گناہ پر نہیں پہنچتی بلکہ) بہت سے گناہ تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں (اور اگر وہ ہر گناہ پر دنیا میں پکڑ کرنے لگیں تو) تم زمین میں (کسی جگہ بھی پناہ لے کر) اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کے سوا کوئی حامی اور مددگار نہیں۔“

دوسری جگہ ارشاد پاک ہے:

” ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون ۔ سورۃ دوم رکوع ٥“ ترجمہ:...... ”بر و بحر (یعنی خشکی اور تری غرض ساری دنیا) میں لوگوں کے اعمال کی بدولت فساد پھیل رہا ہے (اور بلائیں ’قحط‘ زلزلے وغیرہ) نازل ہو رہے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کی سزا کا مزہ ان کو چکھا دے۔ شاید کہ وہ اپنے ان اعمال سے باز آجائیں۔“

اس قسم کے مضامین کلام پاک میں دو چار جگہ نہیں سینکڑوں جگہ وارد ہیں۔ پہلی آیت کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت کی تفسیر تجھے بتاتا ہوں۔ اے علی! جو کچھ بھی تجھے پہنچے مرض ہو یا کسی قسم کا عذاب ہو یا دنیا کی کوئی بھی مصیبت ہو وہ اپنے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے۔ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم

جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی لکڑی کی خراش یا کسی رگ کا حرکت کرنا یا قدم کی لغزش (ٹھوکر کھا جانا) یا پتھر کہیں سے آکر لگ جانا جو کچھ بھی ہوتا ہے کسی گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔"

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی بندہ کو کوئی زخم یا اس سے بھی کم درجہ کی کوئی چیز جو پہنچتی ہے وہ کسی اپنی ہی کی ہوئی حرکت سے پہنچتی ہے۔ حضرت عمران بن حصینؓ کے بدن میں کوئی تکلیف تھی۔ لوگ عیادت کے لئے آئے اور افسوس کرنے لگے۔ فرمایا! افسوس کی کیا بات ہے کسی گناہ کی وجہ سے یہ بات ہوئی ہے۔ حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن پاک پڑھ کر بھول جاتا ہے وہ کسی گناہ کی بدولت ہوتا ہے۔ پھر یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمانے لگے کہ قرآن شریف کو بھول جانے سے بڑھ کر مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے۔ حضرت اسماءؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صاحبزادی کے سر میں درد ہوا تو سر پر ہاتھ رکھ کر فرمانے لگیں کہ میرے گناہوں کی وجہ سے ہے۔ (درمنثور' ابن کثیر)

نہی عن المنکر کا ترک عذاب و تباہی کا ایک اہم سبب

اگرچہ بعض اوقات مصائب اور حوادث کے اسباب کچھ اور بھی ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور معصوم بچوں کو بھی ابتلاء ہوتا ہے جو اپنے مواقع پر مذکور ہیں۔ مجھے اس جگہ ان آیات واحادیث کی شرح کرنا مقصود نہیں ہے کہ جملہ احتمالات اور اشکالات کا ذکر کروں۔ میرا مقصود صرف یہ ہے کہ ان آیات واحادیث میں ایک ضابطہ ارشاد فرمایا گیا ہے اور ان حوادث اور آفات کا ایک خاص سبب بیان کیا گیا ہے اور وہ سبب اس قدر قوی ہے کہ اس کے زہریلے اثرات میں بسا اوقات وہ لوگ بھی گرفتار ہو جاتے ہیں جو ان معاصی میں مبتلا نہیں ہیں۔

خسف و مسخ کے اسباب

چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا! اس امت کے آخر زمانہ میں خسف ہوگا (زمین میں آدمیوں اور مکانوں کا دھنس جانا) اور مسخ ہوگا (کہ آدمی کتے اور بندر وغیرہ کی صورتوں میں ہو جائیں گے) اور قذف ہوگا (کہ آسمان سے پتھر برسنے لگیں گے) کسی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ہم اس حالت میں بھی ہلاک ہو سکتے ہیں کہ ہم میں صلحا موجود ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا! ہاں جب خباثت کی کثرت ہو جائے (اشاعۃ بروایت ترمذی وغیرہ) خباثت کی کثرت کے وقت صلحاء کی موجودگی میں بھی عذاب ہو سکتا ہے اور یہ ارشاد تو متعدد احادیث میں مختلف عنوانات سے وارد ہوا ہے کہ نیک کاموں کا آپس میں ایک دوسرے کو حکم کرتے رہو اور بری باتوں سے

روکتے رہو۔ ورنہ حق تعالیٰ شانہ تم پر اپنا عذاب مسلط کر دیں گے۔ بعض احادیث میں اس کے بعد ارشاد ہے کہ اس وقت اگر دعائیں بھی کی جائیں تو قبول نہ ہوں گی۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس جماعت میں کوئی ناجائز بات جاری ہو اور وہ جماعت اس کے روکنے پر قادر ہو اور نہ روکے تو مرنے سے پہلے پہلے حق تعالیٰ شانہ اس جماعت کو کسی عذاب میں مبتلا فرمادیں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ایک مرتبہ آبادی کو الٹ دینے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس آبادی میں فلاں بندہ ایسا ہے جس نے کسی وقت بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ ارشاد ہوا کہ یہ صحیح ہے مگر میری وجہ سے کبھی بھی اس کی پیشانی پر بل نہیں پڑا۔ مطلب یہ ہے کہ میری نافرمانیاں ہوتے ہوئے دیکھ کر رنج اور غصہ بھی نہیں آیا کہ یہ ادنیٰ درجہ ہے۔ (مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف)

سود خوری اللہ ورسول سے جنگ

غور کرو کہ اللہ جل جلالہ نے کس زور سے اس کے متعلق قرآن پاک میں تنبیہ اور ممانعت فرمائی۔ حتیٰ کہ اپنی طرف سے اور اپنے رسول کی طرف سے ان لوگوں کو اعلان جنگ فرمادیا ہے جو سود کو نہ چھوڑیں۔

چنانچہ ارشاد ہے:

”فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ ورسولہ ۰ سورۃ بقر رکوع ۲۸“

”پس تم اگر ایسا نہ کرو یعنی سود کا بقایا روپیہ جو لوگوں کے ذمہ ہے نہ چھوڑو تو اشتہار سن لو کہ جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے۔“

چنانچہ زمانہ جاہلیت میں سود کے معاملات ہوتے تھے۔ اس لئے یہ حکم نازل ہوا کہ جن کا سود کا روپیہ لوگوں کے ذمہ باقی ہے وہ بھی اب ہرگز وصول نہ کریں۔ چہ جائیکہ از سر نو سود لیں۔ احادیث میں کثرت سے اس پر وعیدیں آئی ہیں۔ کئی حدیثوں میں اس قسم کے ارشادات بھی وارد ہوئے ہیں کہ سود سے تہتر باب (گناہ کے) ہیں۔ جن میں سے کم درجہ ایسا ہے جیسا کہ اپنی ماں سے کوئی زنا کرے اور بدترین سود (کے حکم میں سے) مسلمانوں کی آبرو ریزی کرنا۔ ایک حدیث میں ہے ایسے گناہوں سے اپنے کو بچاؤ جن کی مغفرت نہیں ہے۔ ان میں سے سود بھی ہے جو شخص سود کھاتا ہے وہ قیامت کے دن میدان حشر میں پاگلوں کی طرح ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو گوشت سود کے روپے سے پرورش پاتا ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

سود خوروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

متعدد حدیثوں میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سود لینے والے پر' سود دینے والے پر' سودی روپے کی گواہی دینے والوں پر' سود کا معاملہ لکھنے والے پر لعنت کی ہے جس پر رسول اللہ ﷺ لعنت کریں اس کا کیا حشر ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس قوم میں زناکاری اور سود خوری شائع ہو جائے اس قوم نے اللہ کے عذاب کے واسطے اپنے کو تیار کر لیا ہے۔

ان ارشادات کو ذہن نشین کرنے کے بعد اب آج کل کے معاملات کو شرعی قواعد سے جانچو۔ کتنے معاملات ایسے ہیں جن میں سودی لین دین کھلم کھلا ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ سود کو جائز بتایا جاتا ہے۔ اس کے جواز پر رسالے لکھے جاتے ہیں۔ کوئی غریب اس کے خلاف آواز اٹھائے تو اس پر جھوٹے سچے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے اور اس کی کوشش کی جاتی ہے کہ اس کی بات نہ سنی جائے۔ یہ ایک دو مثالیں میں نے اجمالی طور پر ذکر کی ہیں۔ ان کے علاوہ بقیہ احکام شرعیہ کو تم خود دیکھ لو' غور کر لو۔ جتنے احکام کرنے کے ملیں گے ان میں تغافل' تساہل بلکہ انکار ملے گا اور جتنے امور نہ کرنے کے ہوں گے ناجائز ہوں گے حرام ہوں گے ان پر جرات و بے باکی اور ان میں نہایت کثرت سے کھلم کھلا ابتلا ملے گا۔ اول تو ان پر ٹوکنے والا' روکنے والا کوئی ملے گا نہیں اور اگر کسی جگہ ایک آدھ پرانے خیال والا ملے گا تو اس کا جو حشر ہو رہا ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے۔ ان خصوصی مثالوں کے بعد اجمالی طور پر اب میں چند حدیثیں صرف نمونہ کے طور پر لکھتا ہوں جن سے اندازہ ہو جائے گا کہ ہم لوگوں کی پریشانیاں حوادث مصائب خود اکٹھے کیے ہیں۔ اس میں کسی کا کیا قصور ہے۔

تباہی عام کرنے والے اعمال

اگر نبی کریم ﷺ کو مسلمان سچا سمجھتے ہیں تو ان کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ حضور ﷺ نے جس قسم کے اعمال پر جس قسم کے عذاب اور پریشانیوں کا مرتب ہونا ارشاد فرمایا ہے وہ ہو کر رہیں گے۔ اگر ہم ان سے بچنا چاہتے ہیں تو ان اعمال کو چھوڑ دیں۔ ہم لوگ آگ میں کود جائیں اور شور مچائیں کہ جل گئے اس سے کیا فائدہ۔ ان احادیث کا غور سے مطالعہ کرو اور کثرت سے دیکھا کرو:

"عن علیؓ قال رسول اللهﷺ اذا فعلت امتی خمس عشرة خصلة حل بها البلا۔ قیل وماهی یارسول الله قال اذا كان المغنم دولا والا مانة مخنماً والزكوٰة مغرماً واطاع الرجل زوجته وعق امة ویوصلك یقه وجفا اباه وادتفعت الاصوات فی المساجد وكان زعیم

القوم ارزلهم وكرم الرجل مخافة شره وشربت الخمور ولبس الحرير وتخذت القينات والمعازف ولعن اخرهذه الامة اولها فليرتقبوا عند ذالك ريحاً اوخسفاً او مسخاً ."

"وعن ابی ہريرة قال قال رسول اللهﷺ اوا اتخذ الفئی دولا والا مامنة مغنماً والذكوٰة مغرماً وتعلم لغير الدين وطاع الرجل امرائته وعق امه وادنیٰ صديقه واقصیٰ اباه وظهرت الا صوات فی المساجد وساد القبيلة فاسقهم وكان زعيم القوم ارزلهم واكرم الرجل مخافة شره وظهرت القينات والمعارف وشربت الخمور ولعن اخرهذه الامة اولها فليرتقبوا عند ذالك ريحاً حمراء وزلزلةً وخسفاً ومسخاً وقذفاً وآيات تتابع كنظام بال قطع سلكه فتتابع دواهم الترمذيے وذكرهما فی المشكوٰة بروايته وذكر صاحب الشاعة حديث علی باطول منهما وفی مجمع الزوائد من حديث عوف بنحره وقعدت الحملان علی المتابر واتخذ القرآن مزامير ."

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جب میری امت یہ پندرہ کام کرنے لگے گی تو اس پر بلائیں نازل ہونے لگیں گی :

۱............ غنیمت کا مال ذاتی دولت بن جائے۔

۲............ امانت ایسی ہو جائے جیسا غنیمت کا مال۔

۳............ زکوٰۃ کا ادا کرنا تاوان سمجھا جائے کہ جیسے تاوان ادا کرنا مصیبت ہوتا ہے ایسے ہی زکوٰۃ ادا کرنا تاوان مصیبت بن جائے۔

۴............ بیویوں کی فرمانبرداری کی جائے اور ماں کی نافرمانی کی جائے۔

۵............ دوستوں و یاروں سے نیکی کا برتاؤ کیا جائے اور باپ کے ساتھ ظلم کا برتاؤ کیا جائے۔

۶............ مسجدوں میں شور و شغب ہونے لگے۔

۷............ رذیل لوگ قوم کے ذمہ دار سمجھے جائیں۔

۸............ آدمی کا اکرام اس وجہ سے کیا جائے کہ اس کے شر سے محفوظ رہیں۔ یعنی وہ اکرام کے قابل نہیں مگر اس وجہ سے اس کا اعزاز کیا جائے کہ وہ کسی مصیبت میں نہ مبتلا کردے۔

۹............ شراب علی الاعلان پی جائے۔

۱۰............ مرد ریشمی لباس پہنیں۔

۱۱...... گانے والیاں (ڈومنیاں کنچنیاں وغیرہ) مہیا کی جائیں۔

۱۲...... باجے بنائے جائیں (کہ عام طور سے استعمال کئے جائیں)

۱۳...... امت کے پہلے لوگوں کو (صحابہ تابعین اور آئمہ مجتہدین کو) برا کہا جائے تو امت کے لوگ اس وقت سرخ آندھی اور زمین میں دھنس جانے اور صورتیں مسخ ہو جانے اس قسم کے عذابوں کا انتظار کریں۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جب بیت المال کا مال ذاتی دولت بن جائے اور امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے اور زکوٰۃ تاوان بن جائے اور علم کو دین کے واسطے نہ سیکھا جائے بلکہ دنیوی اغراض مال و دولت وجاہت وغیرہ کے لئے سیکھا جائے۔ بیوی کی اطاعت ہو اور ماں کی نافرمانی۔ یاروں سے قرب ہو اور باپ سے دوری ہو۔ مسجدوں میں شور وشغب ہونے لگے۔ فاسق لوگ سردار بن جائیں۔ رزیل لوگ قوم کے ذمہ دار بن جائیں۔ برائی کے ڈر سے آدمی کا اعزاز کیا جائے۔ گانے والیاں اور باجے کھلم کھلا استعمال کئے جائیں۔ شرابیں پی جائیں اور امت کے پہلے لوگوں کو برا بھلا کہا جائے تو اس وقت سرخ آندھی اور زلزلہ اور زمین میں دھنس جانے اور صورت مسخ ہو جانے اور آسمان سے پتھر برسنے کا انتظار کریں۔

تیسری حدیث میں ان دونوں کے قریب قریب مضمون ہے اور یہ بھی ہے کہ کم عمر بچے ممبروں پر وعظ کہنے لگیں۔ نبی کریم ﷺ نے جن امور کو شمار کیا ہے ان میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو اس زمانہ میں نہایت شدومد سے شائع نہیں ہے۔ ایک ایک جز کو ان اجزاء میں سے لو اور دنیا کے حالات پر نظر کرو تو یہ معلوم ہوگا کہ ساری دنیا اس میں مبتلا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس قوم میں خیانت کا غلبہ ہوگا اللہ تعالیٰ اس قوم کے دلوں میں دشمنوں کا خوف ڈال دیں گے اور جس قوم میں زنا کی کثرت ہوگی اس قوم میں اموات کی کثرت ہوگی اور جو جماعت ناپ تول میں کمی کرے گی اس کی روزی میں کمی ہوگی اور جو جماعت حق کے خلاف فیصلے کرے گی اس میں قتل کی کثرت ہوگی اور جو لوگ بدعہدی میں مبتلا ہوں گے ان پر اللہ جل شانہ کسی دشمن کو مسلط فرمادیں گے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ (خاص طور سے) متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ اے مہاجرین کی جماعت پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے اور خدا نہ کرے کہ تم ان میں مبتلا ہو (تو ان کے عذاب مسلط ہو جائیں گے) ایک یہ کہ جس قوم میں فاحشہ (زنا وغیرہ) کھلم کھلا ہونے لگے اس میں طاعون اور ایسی نئی نئی بیماریاں ہوں گی جو پہلے کبھی نہ سنی ہوں گی اور جو جماعت ناپ تول میں کمی کرے گی وہ قحط اور مشقت اور بادشاہ کے ظلم میں مبتلا ہوگی اور جو لوگ زکوٰۃ روکیں گے ان سے بارش بھی روک لی جائے گی اگر (بے

زبان) جانور نہ ہوں تو ذرا بھی ان پر بارش نہ برسائی جائے (مگر جانوروں کی ضرورت سے تھوڑی بہت ہو گی) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑیں گے وہ دشمنوں میں گھر جائیں گے اور جو لوگ ناحق کے احکام جاری کریں گے وہ خانہ جنگی میں مبتلا ہوں گے (ترغیب) اور یہ مضمون تو متعدد روایات میں آیا ہے کہ زنا کی کثرت فقر کو پیدا کرتی ہے۔ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو قوم بد عہدی کرتی ہے اس میں آپس میں خونریزی ہوتی ہے اور جس قوم میں فحش (زنا وغیرہ) کی کثرت ہوتی ہے اس میں اموات کی کثرت ہوتی ہے اور جو جماعت زکوٰۃ روک لیتی ہے اوا نہیں کرتی اس سے بارش روک لی جاتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جن لوگوں میں رشوت کی کثرت ہوتی ہے ان کے دلوں پر رعب کا غلبہ ہوتا ہے۔ وہ (ہر شخص سے مرعوب رہتے ہیں) حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ اس امت کی ہلاکت بد عہدی سے ہو گی۔

ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اس امت میں ایک جماعت رات کو کھانے پینے اور لہو ولعب میں مشغول ہو گی اور صبح کو بندر اور سور کی صورتوں میں تبدیل ہو جائے گی اور بعض لوگوں کو زمین میں دھنس جانے کا عذاب ہو گا۔ لوگ کہیں گے کہ آج رات فلاں خاندان دھنس گیا اور فلاں گھر دھنس گیا اور بعض لوگوں پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔ جیسے کہ قوم لوط پر برسائے گئے تھے اور بعض لوگ آندھی سے تباہ ہوں گے اور یہ سب کیوں ہو گا۔ ان حرکتوں کی وجہ سے۔ شراب پینے کی وجہ سے 'ریشمی لباس پہننے کی وجہ سے گانے والیاں رکھنے کی وجہ سے 'سود کھانے کی وجہ سے اور قطع رحمی کی وجہ سے۔ (حاکم نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے۔)

ایک حدیث میں ہے کہ جس طاعت کا ثواب سب سے زیادہ جلدی ملتا ہے وہ صلہ رحمی ہے۔ حتیٰ کہ بعض گھرانے والے گنہگار ہوتے ہیں لیکن صلہ رحمی کی وجہ سے ان کے مال بھی بڑھ جاتے ہیں اور اولاد کی بھی کثرت ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ جلد عذاب لانے والے گناہ ظلم ہے اور جھوٹی قسم ہے کہ یہ مال کو بھی ضائع کرتے ہیں اور عورتوں کو بانجھ کر دیتے ہیں (کہ اولاد پیدا نہیں ہوتی) اور آبادیوں کو خالی کر دیتے ہیں یعنی اموات کی کثرت ہو جاتی ہے۔ (درمنثور)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ہر گناہ کا عذاب حق تعالیٰ جل شانہ جب تک چاہتے ہیں موخر فرما دیتے ہیں۔ لیکن والدین کی نافرمانی کا وبال بہت جلد ہوتا ہے۔ زندگی ہی میں مرنے سے پہلے اس کا وبال بھگتنا پڑتا ہے۔ (درمنثور)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم عفیف رہو تو تمہاری عورتیں بھی عفیف رہیں گی۔ تم اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تو تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرے گی۔ (درمنثور)

ذاتی نیکی عذاب سے نہیں بچاسکتی

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے اور کتنے اہتمام سے فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم لوگ نیک کاموں کا حکم کرتے رہو (لوگوں کو تبلیغ کرتے رہو) اور بری باتوں سے روکتے رہو۔ ورنہ حق تعالیٰ شانہ تم پر عذاب نازل فرمائیں گے اور تم لوگ اس وقت دعا بھی کرو گے تو قبول نہ ہو گی۔

دوسری حدیث میں ہے کہ تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیک کاموں کے کرنے کا حکم اور بری باتوں سے روکنا) کرتے رہو۔ اس سے قبل کہ ایسا وقت آجائے کہ جس میں تم دعا کرو تو وہ بھی قبول نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ چند آدمیوں کے کسی (ناجائز) کام کرنے سے عام عذاب نازل نہیں فرماتے۔ جب تک کہ ان لوگوں کے سامنے وہ کام کیا جائے اور وہ اس کے روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں اور جب یہ نوبت آجائے تو پھر عام و خاص سب ہی کو عذاب ہوتا ہے۔

یہی اسباب ہیں جن کی وجہ سے آج کل نئی نئی آفات' زلزلے' طوفان' قحط' ریلوں کا ٹکرانا وغیرہ وغیرہ ایسے ایسے حوادث روزمرہ کے معمول ہوگئے ہیں جن کی حد نہیں۔ نئے نئے امراض' نئے نئے مصائب ایسے روز افزوں ہیں جو پہلے کبھی برسوں میں بھی پیش نہیں آئے تھے۔

بقیہ : حضرت بایزیدؒ

العرب میں پہنچی تو بیت اللہ کا طواف کیا۔ اگرچہ بیت اللہ بھی پانی میں تھا مگر اس کشتی نے بتقدیر الٰہی مکمل طور پر طواف کیا۔

اب حضرت سلطان العارفین بایزیدؒ نے فرمایا کہ آپ اب میرے ایک سوال کا جواب دے دیں۔ راہب بولا کہ پوچھیے۔

حضرت بایزیدؒ : جنت کی کنجی کیا ہے۔

☆......راہب : خاموش رہا۔

حضرت بایزیدؒ : جواب کیوں نہیں دیتے؟۔

سامعین : ہاں! ہاں! جواب دیجئے۔ آپ کے کتنے ہی مشکل سوالات کا حضرت نے فی الفور جواب دیا ہے۔ آپ ایک سوال کا جواب بھی نہیں دے رہے۔

☆......راہب : اگر میں اس سوال کا جواب دوں تو مجھے مسلمان ہونا پڑے گا۔

سامعین : نہیں! نہیں! آپ جواب دیں۔

☆......راہب : بولا! کلید جنت ہے: "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔

مرسلہ: مولانا عبدالصبور جلیل

حضرت بایزید بسطامیؒ اور ایک راہب

ایک راہب اپنے گرجا میں معتقدین کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل اور حضور ﷺ کے متعلق اہانت کے الفاظ بیان کر رہا تھا (معاذ اللہ)۔ حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ وہاں سے گزر رہے تھے۔ اطلاع پا کر حضرت بایزیدؒ گرجے میں چلے گئے اور خاموشی سے بیٹھ گئے۔ راہب کی زبان بند ہو گئی۔ نہ فضیلت عیسیٰ علیہ السلام بیان ہو سکا۔ نہ حضور ﷺ کے متعلق کوئی ایسا ویسا لفظ نکل سکا۔ کہنے لگا! مجمع میں کوئی مسلمان آگیا ہے۔ اسے چاہئے کہ کھڑا ہو کر میرے سوالات کا جواب دے۔ حضرت بایزیدؒ مجمع میں کھڑے ہو گئے۔

☆......راہب : بتاؤ وہ ایک کیا ہے جس کا دوسرا نہیں۔

حضرت بایزیدؒ : ایسا ایک جس کا کوئی ثانی نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس ہے۔

☆......راہب : وہ دو کیا ہیں جن کا تیسرا نہیں۔

حضرت بایزیدؒ : وہ دو رات دن ہیں جن کا تیسرا نہیں۔

☆......راہب : وہ تین چیزیں کیا ہیں جن کا چوتھا نہیں۔

حضرت بایزیدؒ : وہ تین چیزیں جن کا چوتھا نہیں عرش ٗ کرسی اور قلم ہیں۔

☆......راہب : وہ چار چیزیں بتائیں جن کا پانچواں نہیں۔

حضرت بایزیدؒ : قرآن ٗ زبور ٗ تورات اور انجیل۔ (یعنی چار آسمانی صحیفے)

☆......راہب : وہ پانچ چیزیں بتائیں جن کا چھٹا نہیں ہے۔

حضرت بایزیدؒ : وہ پانچ فرض نمازیں ہیں۔ فجر ٗ ظہر ٗ عصر ٗ مغرب اور عشاء۔

☆......راہب : آپ براہ کرم اب وہ چھ چیزیں بتائیں جن کا ساتواں نہ ہو۔

حضرت بایزیدؒ : وہ ستہ ایام یعنی چھ دن ہیں جن میں زمین و آسمان کی تخلیق ہوئی۔

☆......راہب : ایسی سات چیزوں کے نام بتائیں جن کا آٹھواں نہیں ہے۔

حضرت بایزیدؒ : وہ سات چیزیں سات آسمان ہیں جن کا آٹھواں نہیں۔

☆......راہب : ایسی آٹھ چیزیں کون سی ہیں جن کی نویں نہیں۔

حضرت بایزیدؒ : یہ آٹھ حاملین عرش ہیں جن کا ذکر یوں ہے: ”وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ' . سورة الحاقه“

☆......راہب : وہ نو چیزیں کیا ہیں جن کا دسواں نہیں۔

حضرت بایزیدؒ : یہ نو کا عدد حضرت صالح علیہ السلام کی نو بستیاں ہیں جن میں مفسدین آباد تھے۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر یوں آیا ہے: ”وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ . سورة نمل آيت ٤٨“

☆......راہب : عشرہ کاملہ کیا ہے۔

حضرت بایزیدؒ : جو شخص حج تمتع کرے اور قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کو دس روزے رکھنے چاہئیں۔ ان دس دن کے روزوں کو عشرہ کاملہ کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے: ”تِلْكَ عَشَرَةٌ“ كَامِلَة . “

☆......راہب : وہ گیارہ بارہ اور تیرہ چیزیں کیا ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔

حضرت بایزیدؒ : حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی گیارہ اور بارہ مہینے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے تیرہ چیزوں کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ قرآن کریم میں ہے: ” اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سَاجِدِيْنَ . سورة يوسف آيت ٤“

☆......راہب : وہ کون سی قوم ہے جس نے جھوٹ بولا پھر بھی بہشت میں گئی اور وہ کون لوگ ہیں جنھوں نے سچ بولا پھر بھی جہنم میں گئے۔

حضرت بایزیدؒ : حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جھوٹ بولا (مگر بعد میں توبہ کی) اور بہشت میں گئے اور یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کی تکذیب میں سچے ہیں لیکن دوزخ میں جائیں گے۔ قرآن کریم میں ہے: ”وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ . سورة بقره آيت ١١٣“

☆......راہب : وہ چودہ چیزیں کیا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ سے تکلم کا شرف حاصل ہے۔

حضرت بایزیدؒ : سات آسمان اور سات زمینیں۔ قرآن کریم میں ہے: ” فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا . قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ . سورة سجده آيت ١١“

☆......راہب : وہ قبر کون سی ہے جو اپنے مدفون کو لئے پھری۔

حضرت بایزیدؒ : حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی!

☆......راہب : وہ پانی کون سا ہے جو نہ آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکالا گیا۔

حضرت بایزیدؒ : حضرت سلمانؑ نے بلقیس کو جو پانی بھیجا تھا وہ گھوڑوں کا پسینہ تھا۔

☆......راہب : وہ چار چیزیں کیا ہیں جو نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں اور نہ باپ کی پیٹھ سے۔

حضرت بایزیدؒ : وہ مینڈھا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ذبح ہوا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا۔

☆......راہب : جو خون سب سے پہلے زمین پر بہایا گیا وہ کس کا تھا۔

حضرت بایزیدؒ : سب سے پہلے ہابیل کا خون بہایا گیا جسے اس کے بھائی قابیل نے قتل کیا تھا۔

☆......راہب : وہ کون سی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر اس کو خود خرید کیا۔

حضرت بایزیدؒ : یہ مومن کے نفوس اور اموال ہیں۔ قرآن کریم میں ہے: ”اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۔ سورۃ توبہ آیت ١١١“

☆......راہب : وہ کیا چیز ہے جسے خدا نے پیدا کیا اور پھر خود اس کے متعلق دریافت کیا۔

حضرت بایزیدؒ : حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا۔ قرآن کریم میں ہے: ”وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۔ سورۃ طٰہٰ آیت ١٧“

☆......راہب : اچھا اب بتائیں کہ ایک درخت میں بارہ ٹہنیاں ہیں۔ ہر ٹہنی میں تیس پتے ہیں اور ہر پتے میں پانچ پھول ہیں۔ دو پھول دھوپ میں ہیں اور تین پھولوں پر سایہ پڑ رہا ہے۔ یہ کیا ہے۔

حضرت بایزیدؒ : درخت سے مراد سال ہے جس میں بارہ ٹہنیاں یعنی بارہ مہینے ہیں اور ہر ٹہنی کے تیس پتے یعنی ہر مہینے میں تیس دن ہیں اور ہر دن میں پانچ پھول یعنی پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔ جن میں ظہر اور عصر سورج کی روشنی میں ادا کی جاتی ہیں اور تین نمازیں مغرب اور عشاء رات کے سایہ میں یعنی غروب آفتاب کے بعد ہوتی ہے۔ فجر کی نماز بھی طلوع آفتاب سے پہلے ادا کی جاتی ہے۔

☆......راہب : وہ کیا ہے جس نے کعبہ کا طواف کیا۔ حالانکہ اس میں نہ روح ہے اور نہ حج فرض ہے۔

حضرت بایزیدؒ : یہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے۔ جب طوفان کی حالت میں یہ کشتی جزیرۃ

بقیہ: صفحہ 24 پر

ابو سلمان شاہجہان پوری

تاریخ عالم کا پہلا خط حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہے

ملکہ سبا کے نام مکتوب کی کہانی!

تاریخ عالم کا پہلا خط جو قرآن عزیز کے ذریعے تاریخ میں محفوظ رہ گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام (۹۵۰ق م) کا خط ہے یہ خط انہوں نے ملکہ سبا کے نام بھیجا تھا۔ دنیا میں اس سے قبل بھی ضرور خط لکھے گئے ہوں گے لیکن اس سے قبل کا کوئی خط موجود نہیں۔ یہ خط پیغمبرانہ جوش تبلیغ اور "ہدہد" کی ایک خبر کی صداقت جانچنے کے لئے لکھا گیا تھا۔ ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر دی تھی :

"میں نے ایک عورت کو ملکہ دیکھا جو اہل سبا پر حکومت کرتی ہے اور اس کا ایک عظیم الشان تخت ہے میں نے اس کو اس حال میں پایا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے سوا آفتاب کی پرستش کرتی ہے اور اس کے سامنے سربسجود ہوتی ہے اور شیطان نے ان کے ان کاموں کو بھلا اور اچھا دکھار کھا اور راہ مستقیم سے ہٹار کھا ہے۔ لہذا وہ راہ یاب نہیں ہوتے۔" (قرآن سورۃ نمل آیت نمبر ۲۱ ۱۸)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ خبر سنی تو فوراً ایک خط لکھا اور ہدہد کو دے کر ہدایت کی کہ اس کا جواب لا۔ ہدہد نے یہ خط احتیاط کے ساتھ ملکہ سبا تک پہنچادیا۔ اس نے یہ خط دیکھا اور نامہ بر کی صورت پر نظر کی تو ایک گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت اور سطوت و شوکت کی داستانیں تو اس نے پہلے ہی سن رکھی تھیں۔ (بروایت توراۃ)

اب آپ کی نامہ بری کی یہ شان دیکھی تو حیران رہ گئی۔ پرندے جس کے ادنیٰ خادم اور نامہ بر ہوں اس کی قوت اور شان و شوکت کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ بظاہر یہ ایک معمولی سا واقعہ تھا۔ ایک چھوٹے سے پرندے نے ایک خط اس تک پہنچایا تھا لیکن اس کے دل پر ہیبت طاری ہوگئی۔ اس نے فوراً ارکان دولت کو جمع کیا اور کہا۔ میرے پاس ایک معزز خط ڈالا گیا ہے۔ (اس کا مضمون یہ ہے)

" انه من سليمان وانه بسم الله الرحمن الرحيم ۰ الا تعلوا على واتونى مسلمين ۰ " سلیمان کی جانب سے۔ اور اللہ کے نام سے شروع ہے جو بڑا مہربان' رحم کرنے والا ہے۔ تم کو ہم پر سرکشی اور سربلندی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے اور تم میرے پاس اطاعت گزار ہو کر آؤ۔

خط پڑھ کر ملکہ اہل دربار سے پھر مخاطب ہوئی۔ اے میرے ارکان دولت! تم جانتے ہو کہ میں اہم معاملات میں تمہارے مشورہ کے بغیر کوئی اقدام نہیں کرتی۔ اس لئے اب تم مجھے مشورہ دو کہ اس معاملہ میں کیا کرنا چاہئیے۔ (قرآن سورۃ نمل آیت ۲۶)

ارکان دولت نے اس خط کو زیادہ سے زیادہ ایک بادشاہ کا چیلنج خیال کیا تھا جس کا جواب ہمیشہ بہادروں نے میدان جنگ میں دیا ہے۔ پس وہ بھی کہ انہیں اپنی قوت اور طاقت پر بھروسہ تھا۔ اس کا جواب صرف میدان جنگ میں دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے جواب دیا:

”جہاں تک مرعوب ہونے کا تعلق ہے تو اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم زبردست طاقت اور جنگی قوت کے مالک ہیں۔ رہا مشورہ کا معاملہ تو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جو مناسب ہے اس کے لئے حکم کیجئے۔“ (آیت نمبر ۲۷)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابھی تک ملکہ نے بھی اس خط کو ایک باجبروت اور صاحب سطوت بادشاہ کا چیلنج ہی سمجھا اور ...... ” واتونی مسلمین ․ “...... کی اصل حقیقت اس نے بھی نہ پائی تھی لیکن معاملہ کے ایک دوسرے پہلو اور اس کے نتائج کو اس کی بصیرت ودانائی واشگاف دیکھ رہی تھی۔ یعنی جنگ اور اس کے نتائج! بلکہ آنے والے انقلاب اور اس کے نتائج کو سمجھ چکی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ فتح وشکست کا دارومدار ظاہری اسباب اسلحہ وسامان حرب کی فراوانی کے ساتھ قوموں کے اخلاق وکردار کی معنوی طاقت وقوت پر ہوتا ہے۔ ہدہد کی نامہ بری سے وہ پہلے ہی مرعوب ہو چکی تھی۔ مکتوب کے اختصار اور پر شکوہ انداز بیان نے اسے اور بھی ہیبت زدہ کر دیا تھا۔ اس روشنی میں وہ صاحب مکتوب کی شان وشوکت اور عظمت وسطوت کا تصور کر رہی تھی۔ اور اس لئے اس کا ذہن مسئلہ کے اس پہلو پر تیزی کے ساتھ سوچ رہا تھا بلکہ اس حقیقت کو خوب اچھی طرح جانتی تھی کہ جب کسی ملک میں انقلاب آتا ہے تو وہاں کے زمین وآسمان بدل جاتے ہیں۔ برسر اقتدار طبقہ جو انقلاب کی مخالفت اور اسے ناکام بنانے کی کوشش کرتا ہے اسے ناکامی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان کی عزت‘ عظمت اور اقتدار پامالی سے اور ان کی شہرت گمنامی سے بدل جاتی ہے لیکن ملک کا وہ ادنیٰ طبقہ جو انقلاب کو خوش آمدید کہتا ہے اس کے لئے راہ ہموار کرتا ہے۔ انقلاب ان کے تہی دامن کو گل مراد سے بھر دیتا ہے۔ ان کی عسرت کو‘ فراغت سے ‘ذلت کو شرف ومنزلت سے اور ان کی گمنامی وپامالی کو شہرت ونام آوری سے بدل دیتا ہے۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ تقریباً تین ہزار برس گزر چکے ہیں اور اس مدت میں ہزاروں انقلاب اس دنیا میں آچکے ہیں لیکن آج تک کسی جگہ اور ایک بار بھی انقلاب کے نتائج اس حقیقت کے خلاف نہیں نکلے جو بھی انقلاب کے مقابل آیا خس وخاشاک کی طرح بہہ کر نیست ونابود ہو گیا اور جس نے بھی انقلاب کی پذیرائی کی اس کا دامن گل

مراد سے بھر گیا اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمیشہ انقلاب کی مخالفت ارباب اقتدار' سرمایہ دار طبقوں نے کی اور ہمیشہ ہی نیست و نابود ہوئے اور اس طرح ہمیشہ ملک کے نچلے طبقے نے انقلاب کو خوش آمدید کہا۔ اس لئے انقلاب کے خوش گوار نتائج نے ہمیشہ ان کو خوش حال کیا۔ ہمیشہ سے اسی طرح ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کا مکتوب اعجاز قرآنی کا نادر نمونہ ہے اسی طرح ملکہ سبا کا اپنے ارکان دولت کو یہ جواب بھی قرآن کی فصاحت و بلاغت کا بے مثال نمونہ ہے :

”قالت ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة وكذالك يفعلون ۔

آیت ۲۷“ ملکہ نے کہا! بادشاہ جب (فاتحانہ) کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو خراب کرتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ سلاطین ایسا ہی کرتے ہیں۔

ملکہ کی عظمت اور اس کی بصیرت و دانائی کے ثبوت کے لئے یہ چند الفاظ کافی ہیں اور اس میں بھی ”وكذالك يفعلون ۔ “ کہہ کر اس نے انقلاب کی مزاج شناسی کا ایسا ثبوت دیا ہے کہ تین ہزار سال سے داستان انقلاب کے سر عنوان یہ الفاظ قرار پاگئے۔ ان تین ہزار برسوں میں اسی حقیقت کا کوئی انکار نہ کر سکا۔ اس کے دربار میں اس حقیقت کا کون انکار کرتا۔ ارکان دولت جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی شاہانہ عظمت اور سطوت کا اندازہ نہ لگا سکے تھے اور مقابلہ کا مشورہ دیا تھا۔ ملکہ کے اس جواب نے گویا ان کی زبانوں سے گویائی کی قوت سلب کر لی تھی۔

اب سوال یہ تھا کہ اس مکتوب کا جواب کیا دیا جائے ؟۔ کیا غیر شجاعانہ شہنشاہ سلیمان کی اطاعت قبول کر لی جائے ؟۔ یہ بھی قومی خوداری کے خلاف تھا۔ ارکان دولت جو ملکہ کے حکیمانہ جواب پر مبہوت و متحیر تھے وہ کیونکر اس عقدہ کو حل کر سکتے تھے۔ چنانچہ یہ عقدہ بھی ملکہ کی سیاسی بصرت و دانائی نے حل کیا۔ ملکہ کی آواز ان کے کانوں میں پھر گونجی :

”اے ارکان دولت ! بے شک ہم طاقتور ہیں اور صاحب شوکت ہیں لیکن سلیمان کے معاملہ میں ہم کو عجلت نہیں کرنی چاہیے۔ پہلے ہمارے لئے اس کی طاقت و قوت کا اندازہ کرنا ضروری ہے کیونکہ جس عجیب طریقے سے ہم تک یہ پیغام پہنچا ہے وہ اس کا سبق دیتا ہے کہ سلیمان کے معاملہ میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا مناسب ہے۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ پہلے چند قاصد روانہ کروں۔ وہ سلیمان کے لئے عمدہ اور بیش بہا تحائف لے جائیں اور اس بہانہ سے وہ اس کی شوکت و عظمت کا اندازہ لگا سکیں گے اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اگر واقعی وہ زبردست قوت و شوکت کا مالک اور شہنشاہ ہے تو پھر اس سے ہمارا لڑنا فضول ہے۔“

کس کی جرات تھی کہ اس صائب الرائے کے خلاف ایک حرف زبان پر لاتا۔ چنانچہ اس طرح بظاہر اعتراف عجز و تحائف انکساری کے ساتھ معزز خط (کتاب کریم) کے جواب میں ایک سفارت بھیجی گئی۔ قرآن

ملکہ کی جانب سے کسی تحریری یا زبانی جواب سے خاموش ہے۔ ملکہ سبا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں بے شمار عبرتیں اور نصیحتیں ہیں اور ملکہ سباء کی بصیرت و دانائی کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ لیکن یہ چیز اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہے۔

اب ہم ذیل میں اس خط کی چند خصوصیات کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔

چونکہ یہ خط اللہ کے ایک پیغمبر کی جانب سے لکھا گیا تھا۔ وہ پیغمبر جو اپنے وقت کا ایک اولوالعزم شہنشاہ بھی تھا۔ اللہ کی یہ سنت بھی ہمیشہ رہی ہے کہ جس قوم کی طرف پیغمبر بھیجا وہ اس قوم کا فصیح ترین شخص ہوا ہے۔ تاریخ انبیاء کرام میں ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کی جاسکتی کہ کوئی پیغمبر کسی قوم میں غیر فصیح و بلیغ زبان و بیان کا حامل بھیجا گیا ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی اپنی قوم کے افصح اللسان اور بلیغ البیان شخص تھے۔ پس جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین شخصیتیں ہوئیں۔ شخص نبوت' شہنشاہ وقت اور افصح اللسان اسی طرح خط کی بھی تین حیثیتیں ہوئیں : ۱...... مذہبی حیثیت۔ اس لئے کہ وہ خط نبوت کی جانب سے لکھا گیا۔ ۲...... سیاسی حیثیت۔ اس لئے کہ وہ ایک صاحب سطوت و شوکت اور اولوالعزم شہنشاہ کی جانب سے بھیجا گیا تھا۔ اور ۳...... ادبی حیثیت۔ اس لئے کہ وہ افصح القوم کی جانب سے بھیجا گیا تھا۔ ذیل کی سطروں میں ان تینوں حیثیتوں پر جدا جدا بحث کرتے ہیں۔

مذہبی حیثیت

اس خط کو اللہ کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔ اللہ نزول قرآن سے قبل بھی خدا کے لئے بطور اسم ذات کے بولا جاتا تھا اور عام طور پر مشہور و متعارف تھا۔ جب بھی کوئی اللہ کا لفظ بولتا تو اس سے تمام دیوی دیوتاؤں اور ہر قسم کے مظاہر اور اصنام کے سوا ایک ہستی مراد ہوتی تھی۔ قرآن نے بار بار اس لفظ کو اس انداز میں استعمال کیا ہے کہ گویا مخاطبین کے لئے اس کا مفہوم معلوم و متعین ہے : ” هو الله الذی لا اله الا هو ۰ “ وغیرہ اس کی مثالیں ہیں اور اسی (اسم ذات) کے بعد قرآن نے دوسری صفا کا بیان کیا ہے۔ جیسے : ” ولله الا سماء الحسنىٰ فادعوه بها ۰ “

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں :

” نوع انسانی کے دینی تصورات کا ایک قدیم عہد جو تاریخ کی روشنی میں آیا ہے مظاہر فطرت کی پرستش کا عہد ہے۔ اسی پرستش نے بتدریج اصنام پرستی کی صورت اختیار کی۔ اصنام پرستی کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مختلف زبانوں میں بہت سے الفاظ دیوتاؤں کے لئے پیدا کئے گئے تھے اور جوں جوں پرستش کی نوعیت میں وسعت ہوتی گئی ان کا تنوع بھی بڑھتا گیا لیکن چونکہ یہ بات انسان کی فطرت کے خلاف تھی کہ ایک ایسی ہستی کے تصور سے خالی الذہن

رہے۔ جو سب سے اعلیٰ اور سب کی پیدا کرنے والی ہستی ہے اس لئے دیوتاؤں کی پرستش کے ساتھ ایک سب سے بڑی اور سب پر حکمران ہستی کا تصور بھی کم وبیش ہمیشہ موجود رہا اور اس لئے جہاں بے شمار الفاظ دیوتاؤں اور ان کی معبودانہ صفتوں کے لئے پیدا ہو گئے تھے وہاں کوئی نہ کوئی لفظ ایسا بھی مستعمل رہا جس کے ذریعے اس ان دیکھی اور اعلیٰ ترین ہستی کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا۔"

چنانچہ شامی زبانوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حروف واصوات کی ایک خاص ترکیب ہے جو معبودیت کے معنی میں مستعمل رہی ہے اور عبرانی' سریانی' ارامی' کلدانی' حمیری' عربی وغیرہ تمام زبانوں سے اس کا یہ لغوی خاصہ پایا جاتا ہے۔ یہ الف لام اور ح کا مادہ ہے اور مختلف شکلوں میں مشتق ہوا ہے۔ کلدانی اور سریانی کا "الاہیا" عبرانی کا "الوہ" اور عربی کا "الہ" اسی سے ہے اور بلا شبہ یہی "الہ" ہے جو صرف تعریف کے اضافہ کے بعد "اللہ" ہو گیا ہے۔ تعریف سے اسے صرف خالق کائنات کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ (ترجمان القرآن جلد اول تفسیر سورۃ فاتحہ)

اللہ کے نام سے خط کو شروع کرنے میں جو حکمت پوشیدہ تھی کہ دعوت اسلام دینے سے پہلے مکتوب الیہا کے ذہن کو اس کی جانب متوجہ کیا جائے جس پر ایمان لانے کی اور جس کا اقتدار اعلیٰ تسلیم کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ "اللہ" کے استعمال کے بعد اس کی وضاحت اور اس کے تعارف کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے کہ اس لفظ کے تلفظ کے ساتھ ہی اس کی حاکمیت' خالقیت اور مالکیت کا تصور آجاتا ہے۔ خط میں خدا کے لئے اسم ذات "اللہ" کے علاوہ دو اسماء صفاتی "الرحمن الرحیم ." بھی استعمال کئے گئے ہیں جو اللہ کی صفت رحمت سے مشتق ہیں۔ جب لفظ "اللہ" بولا جاتا ہے تو اگرچہ وہ تمام صفات کا موصوف مراد ہوتا ہے لیکن اس کے تلفظ کے ساتھ خالقیت' مالکیت اور حاکمیت کا جیسا واضح تصور انسانی ذہن میں آتا ہے اس کی "رحمت" کا اتنا واضح اور جامع تصور نہیں پیدا ہوتا۔ اس لئے ضروری تھا کہ اسم ذات کے علاوہ کوئی ایسی صفت بیان کر دی جائے جو صرف صفت واحد ہی نہ بلکہ جامع جمیع صفات بھی ہوں اور اپنی واحد شخصیت میں بھی سب پر چھائی ہوئی ہو کہ کوئی اس سے باہر نہ رہ جائے اور انسانی ذہن کو فرار کا کوئی موقع نہ ملے اور اس سے انکار کا کوئی پہلو باقی نہ رہے۔ یہ صفت "رحمت" کے سوا اور کیا ہو سکتی تھی: " ورحمتی وسعت کل شئی ."

عربی میں رحمت' عواطفت کی ایسی رقت اور نرمی کو کہتے ہیں جس سے کسی دوسری ہستی کے لئے احسان وشفقت کا ارادہ جوش میں آجائے۔ پس رحمت میں محبت شفقت' فضل' احسان سب کا مفہوم داخل ہے اور مجرد محبت' لطف اور فضل سے زیادہ وسیع اور حاوی ہے۔

اگرچہ یہ دونوں اسم (رحمٰن' رحیم) رحمت سے ہیں لیکن رحمت کے دو مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرتے

ہیں۔ عربی میں فعلان کا باب (جس میں رحمٰن ہے) عموماً ایسے صفات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو محض صفات عارضہ ہوتے ہیں لیکن فعیل کے وزن میں (جس سے رحیم ہے) صفات قائمہ ہوتے ہیں۔ پس الرحمٰن کے معنی یہ ہوئے کہ وہ ذات جس میں رحمت ہے اور الرحیم کے معنی یہ ہوئے کہ وہ ذات جس میں نہ صرف رحمت ہے بلکہ جس سے ہمیشہ رحمت کا ظہور ہوتا رہتا ہے اور ہر آن وہر لحہ تمام کائنات خلقت اس سے فیضیاب ہو رہی ہے۔

اب آپ غور فرمائیں کہ اس خط میں اسم ذات "اللہ" کی صفتی و فعلی دو حیثیتوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کر کے اللہ کی خالقیت، مالکیت اور حاکمیت کے ساتھ محبت وشفقت فضل واحسان، لطف وکرم اور اس کی ربوبیت کا کیسا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ انسانی زندگی اور اس کی تمام تر راحتیں، آرائشیں اور نعمتیں کس کی مرہون منت ہیں۔ اللہ کی صفت رحمت کی۔

پس اس خط کا پہلا جملہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔" ہی ایک مظاہر پرست ذہن ودماغ کے لئے تازیانہ تھا اور محض عقیدت نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی کوئی زبان اس سے مختصر جامع اور فصیح وبلیغ جملہ پیش نہیں کر سکی۔

اس روشنی میں جب ہم "واتونی مسلمین ۔" پر غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعوت اطاعت واسلام اسلام بمعنی تسلیم ورضا بہ اعتبار لغت صرف ایک بادشاہ کی جانب سے نہ تھی بلکہ ایک پیغمبر کی جانب سے اللہ پر ایمان لانے اور دین الٰہی کے تسلیم واطاعت کی دعوت تھی اور صاف کہا جارہا تھا کہ اللہ پر ایمان اور جس کی صفت رحمٰن ورحیم ہے اور میری پیغمبرانہ حیثیت میں اطاعت کر۔

سیاسی حیثیت

جب ہم اس خط کی سیاسی حیثیت پر غور کرتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے اور کس طرح چار لفظوں میں "الا تعلوا علی واتونی مسلمین ۔" حاکمانہ وقاہرانہ اقتدار وقوت کا مظاہرہ، تنبیہ وسرزنش، مقابلہ وسرکشی کے نتائج اور شہنشاہانہ مطالبہ سے خبردار کر دیا گیا ہے "الا تعلوا علی" یعنی تم کو ایک اطاعت گزار اور فرمانبردار کی حیثیت سے حاضر ہونے کے متعلق میرے حکم سے سرتابی نہیں کرنی چاہئے اور کسی سرکشی کا خیال تک دل سے نکال دینا چاہئے ورنہ میں ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ حملہ کر دوں گا اور ایسی سخت گرفت کروں گا کہ پھر اس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ اس لئے اس سے پہلے کہ طبل جنگ بجوا دیا جائے اور فوجوں کو میدان جنگ میں آنے کا حکم دیا جائے تم کو اطاعت قبول کر لینی چاہئے اور ایک فرمانبردار کی حیثیت سے ہمارے حضور میں حاضر ہونا چاہئے اس میں نہ صرف تمہاری بھلائی ہے بلکہ تمہاری قوم کی اور ملک کی بھلائی بھی اس میں مضمر ہے۔

جب ہم اس خط پر سیاسی نقطہ نظر سے غور کرتے ہیں اور ہمارے سامنے حضرت سلیمان علیہ السلام کی حیثیت ایک پیغمبر اور داعی الی الحق کی نہیں بلکہ ایک اولوالعزم شہنشاہ کی ہوتی ہے۔ تو ”واتونی مسلمین“ کا صرف ایک اور صاف مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرے پاس میرے (یعنی ایک شہنشاہ کے) تابعدار بن کر آؤ اور شہنشاہ وقت کی رسم اطاعت گزاری بجالاؤ۔

ادبی حیثیت

اس خط کی ادبی حیثیت اور قدر و قیمت کی وضاحت کے لئے یہ کہہ دینا کافی ہے کہ تاریخ مذاہب عالم' تاریخ ادبیات والسنہ عالم اور تاریخ سیاسیات عالم میں اس قدر مختصر جامع اور فصیح و بلیغ کوئی خط اس سے قبل کا موجود نہیں۔ اس کے ساتھ پر شکوہ انداز بیان' پر شوکت الفاظ' دل نشیں پیرایہ' بے حد لطیف و شیریں طرز ادا کی ادبیات عالم میں کوئی ایسی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ یہ اس خط کا ایک اعجاز ہے اور ادبیات قرآنی کا ایک نادر نمونہ۔

فاضل اجل مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی مرحوم ماہرین ادبیات کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو جو خط دعوت اسلام کے لئے بھیجا تھا وہ دنیا کے ان خطوط میں جو آج تک تحریر کئے گئے ہیں یکتا اور بے مثال ہے اور یہ دعویٰ حسن عقیدت کی بنا پر نہیں بلکہ دعویٰ کی بنیاد اس دلیل پر قائم ہے کہ اس قدر اہم اور نازک مسئلہ پر نہایت مختصر مگر مقصد کے لحاظ سے بہت واضح' فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے نہایت رفیع اداء بیان اور طرز ادا کے پیش نظر بے حد لطیف و شیریں' پر شوکت اور دل نشیں۔ غرض مجموعہ صفات سے متصف کوئی خط کسی بڑے انسان کا کتب تاریخ میں اس کے علاوہ موجود نہیں ہے جو اس کا مقابلہ کرسکے۔

مضمون خط میں خلل انداز ہونے والے انتہائی اختصار کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ربوبیت' خالقیت و مالکیت عام کا اظہار پیغمبرانہ پیغام حق کا اعلان' حاکمانہ و قاہرانہ اقتدار کا مظاہرہ اور اپنا ذاتی تعارف جیسے اہم امور کو جس خوبی سے ادا کیا گیا ہے اس پر یہ مثال صادق آتی ہے گویا دریا کوزہ میں بند ہے۔

خط کی عبارت کا مطالعہ کیجئے اور پھر سطور بالا کی خصوصیات اور امتیازات کا اندازہ کیجئے اور بتایئے کہ مجموعہ الفاظ و معنی کے لحاظ سے یہ خط اعجاز نہیں تو اور کیا ہے؟۔

جواب خط

مناسب ہوگا کہ اس خط کے جواب کی نسبت بھی چند الفاظ عرض کر دیے جائیں۔ قرآن نے اس خط کے پہنچنے پر ملکہ سبا کی مشاورت اور سفارت کا ذکر کیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس خط کا جواب زبانی یا تحریری دیا گیا تھا جب ہم ملکہ کی اس کے ارکان دولت سے مشاورت اور سفارت و تحائف کی غرض وغایت پر غور کرتے ہیں تو صاف

معلوم ہوتا ہے کہ سفارت سے ملکہ کی غرض حضرت سلیمان کے ارادوں اور خواہشات کا پتہ چلانا اور ان کی طاقت و قوت کا اندازہ لگانا تھا۔ قرآن میں ہے:

”وانی مرسلة الیهم بهدیة فناظرة بم یرجع المرسلین ۔ نحل آیت ۲۹“ اور میں ان کی جانب کچھ ہدایات بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لے کر آتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ نے اس کے قبول ورد کا فیصلہ سفارت کی واپسی اور جواب پر منحصر رکھا تھا۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ ملکہ نے نہ تو صاف الفاظ میں اپنی اطاعت گزاری کا جواب دیا ہوگا نہ اس سے انکار کیا ہوگا۔ ذو معنی اور مبہم پیرایہ میں جواب دیا ہوگا۔ صاف اور واضح الفاظ میں جواب دینا خلاف مصلحت تھا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کا جواب سیاسی قسم کا ہوگا جس کی کوئی قطعی اور صحیح تعبیر نہیں کی جاسکتی اور جس کا مقصد ہی مخاطب کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا ہوتا ہے لیکن ترگوم میں جو توراۃ و نبیم کا ارامی مفصل ترجمہ با تفسیر ہے اس خط کا جواب موجود ہے ملکہ نے خط کے جواب میں لکھا تھا:

اگرچہ قیطور اور یروشلم کے درمیان عموماً سات برس کا راستہ ہے تاہم وہ تین برس میں وہاں پہنچے گی۔

لیکن اس کو ملکہ کی جانب سے جواب تسلیم کرنے میں کئی چیزیں مانع ہیں۔

پہلی چیز تو یہ صاف اور واضح ہے کہ یہ جواب ملکہ کے الفاظ میں نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے راوی کے الفاظ میں اس جواب کا آخری جملہ: ”تاہم وہ تین برس میں وہاں پہنچے گی۔“ یہ اس کے اپنے الفاظ نہیں ہیں۔ اس لئے یہ جواب خود بخود خارج از بحث ہو جاتا ہے پھر یہ الفاظ توراۃ و نبیم کے بھی نہیں بلکہ ان کی ارامی تفسیر کے ہیں۔ یہ دوسری وجہ ناقابل یقین وخارج از بحث قرار دینے کے لئے کافی ہیں۔

لیکن اس کے علاوہ بھی اس جواب میں کئی باتیں ایسی ہیں جن کی بنا پر اس کو صحیح تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

۱............ تحقیقات سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ ملکہ صبا قیطور کی شہزادی نہ تھی۔ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔

۲............ بالفرض اسے قیطور کی شہزادی تسلیم کر لیا جائے تو وہاں سے یروشلم کی مسافت نہ سات برس کی ہے اور نہ تین برس کی۔

۳............ ملکہ سبا کو عرب کے شمال و مشرق کی نسبت اور عراق وطن کے کسی حصے کی ملکہ تسلیم کر لیا جائے کسی حصہ سے بھی یروشلم کی مسافت اتنی نہیں کہ اس زمانہ کی تیز رفتار سواری (اونٹ یا گھوڑا وغیرہ) ہے اور قرآن کی روشنی میں تو ایک لمحہ کے لئے بھی اس کی صحت کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ ایسی صورت میں مکتوب سلیمانی کے جواب کو ہم اپنی بحث سے خارج کرتے ہیں۔

ادارہ

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا مکتوب گرامی

جماعتی رفقاء کے نام!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے سانحہ ارتحال کے بعد جماعتی رفقاء کو جماعتی کام کی رفتار سے باخبر رکھنے کے لئے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ذیل کا مکتوب گرامی طبع کرا کر ملک بھر کے جماعتی رفقاء کو ارسال فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں:

باسمہ تعالیٰ وتقدس

مخدوم و محترم عالیجناب.............................زیدہ مجدکم!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

دینی تبلیغ کا کام حقیقت میں اتنا اہم اور ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام اس کام کے لئے معبوث فرمائے گئے۔ اس مقدس ترین جماعت نے اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ میں بے انتہا مصائب برداشت کئے۔ حتیٰ کہ اس راہ میں اپنی جانی قربانی تک پیش کردی۔

☆......☆...... چونکہ سردار دوعالم خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہونا تھا۔ اس لئے یہ فریضہ امت کے علماء کرام کے سپرد کر کے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ میری امت کے علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ یعنی تبلیغ کی وراثت علماء امت کے سپرد کردی گئی۔

☆......☆...... حضور ﷺ (فداہ ابی وامی) کی امت کے علماء نے دین کے لئے بے شمار مصائب برداشت کئے۔ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

☆......☆...... اس وقت بہت سے علماء دین تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق ارزانی

عطا فرمائے۔ مگر جماعتی نظم و نسق اور ایسے طریق کے ساتھ کہ حسب ضرورت صرف فی سبیل اللہ اپنے خرچ پر باطل کے مقابلہ کے لئے کوئی نکلے۔ یہ بات موجود نہ تھی۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مرحوم کو کہ انہوں نے آج سے تیرہ برس پہلے صرف تبلیغی جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد ڈالی۔ جس جماعت نے تیرہ برس میں اسلام کی تبلیغ اور مرزائیت سے تحفظ کے لئے بڑی خدمات سرانجام دیں مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ایسی جگہ بھی اپنے خرچ پر مبلغین بھیجے جاتے ہیں جہاں کوئی خرچ برداشت نہ کر سکے۔ چنانچہ ابھی چندروز کی بات ہے کہ احقر خود اور مولانا لال حسین اختر صاحب جماعت کے خرچ پر دینی ضرورت کے لئے حیدر آباد پہنچے۔ امسال ضلع سرگودھا سے ایک پنشنر سرکاری ملازم راتوں رات ملتان پہنچے۔ ان کے گاؤں میں مرزائیوں نے مسلمانوں کو بہت تنگ کر رکھا تھا لیکن میں خود مولانا لال حسین اختر صاحب' مولانا محمد لقمان صاحب داخلہ کی پابندی کی وجہ سے نہ جا سکتے تھے دوسرے مبلغین بھیجے گئے۔ بحمد اللہ چار پانچ کنبے توبہ کر کے داخل اسلام ہوئے۔

دوسری دفعہ جب دوبارہ پروگرام بنایا گیا میرا داخلہ پھر بند کر دیا گیا۔ قادیانی چونکہ حکومت میں اکثر ملازم ہیں غلط رپورٹ کرا کے داخلہ بند کرا دیتے ہیں۔ ان مشکلات میں بھی ہم نے ہمت نہ ہاری اور کام جاری ہے۔

اس وقت جماعت میں مبلغین و مدرسین اور دفتری کارکنان کی تعداد 24 ہے اور سالانہ خرچ تقریباً=/72000 روپے ہے۔

مسلمانوں کا کوئی فرقہ دوسرے فرقہ کے خلاف چاہے کتنا ہی گند اچھالے' قانون حرکت میں نہیں آتا لیکن مرزائیت کی وجہ سے مقدمات داخلہ کی پابندیاں عائد ہوتی رہتی ہیں۔ گزشتہ دنوں میں جماعت کے مبلغین پر چھ مقدمات مدت تک زیر سماعت رہے۔ بدنی سزا کے علاوہ مالی جرمانوں کی سزائیں بھی ہوئیں۔ قادیانیوں کو اب بھی دفتری اقتدار اتنا حاصل ہے کہ کراچی' سکھر' گوجرانوالہ میں ختم نبوت کے نام سے جلسہ کی اجازت نہ ملی بلکہ بعض جگہ یہ کہا گیا کہ ختم نبوت کا لفظ چھوڑ دیا جائے تو اجازت مل سکتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اندریں حالات جماعت کو مضبوط بنانا ہر مسلمان کا فرض اولین ہے

گرامی قدر قابل صد احترام حضرت قبلہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری مرحومؒ کی وفات جماعت کے لئے سانحہ عظیمہ بن کر آئی جس سے ہم سب کے حوصلے متزلزل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے غیبی امداد فرمائی ملک و ملت کے علماء کرام مثلاً حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی' حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی اور بیس پچیس کے قریب دیگر بزرگان دین نے گزشتہ سال ختم نبوت کانفرنس ملتان میں شرکت فرما کر ہماری

حوصلہ افزائی اور ڈھارس بندھائی کہ یہ تبلیغی کام جاری رہنا چاہئے۔ آپ ہمت نہ ہاریں ہماری تمام ہمدردیاں مبلغین و منتظمین کے ساتھ رہیں گے۔ الحمدللہ! کہ جماعت بدستور کام کرتی ہے اور مبلغین میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ البتہ آمدنی میں کمی ضرور آئی ہے۔ آپ سے درد مندانہ اپیل ہے کہ اس سال خود اور اپنے حلقہ اثر میں کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ جماعت کی زکوٰۃ خیرات سے امداد فرما کر مشکور فرمائیں۔

محرم 82 ہجری سے جمادی الاول 82 ہجری تک پانچ ماہ کا مختصر خاکہ کارگزاری اور آمد صرف کا موازنہ تحریر خدمت ہے۔ مفصل روئیداد انشاء اللہ تعالیٰ علیحدہ شائع کی جائے گی۔ کوئٹہ میں تین کس دینی تبلیغ و تعلیم میں مصروف ہیں۔ ملتان میں دو مبلغین اور کراچی، سکھر، گوجرانوالہ میں ایک ایک مبلغ کا قیام ہے۔ بعض دینی مکتب بھی کام کر رہے ہیں۔ چار ماہ کے جلسہ جات اور تبلیغی دوروں کا اجمالی نقشہ حسب ذیل ہے۔

اس کے علاوہ ہر سال شعبان اور رمضان المبارک میں حضرت مولانا لال حسین اختر صاحب صدر المبلغین فرقہائے باطلہ کی تردید کے لئے لاہور حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ اور خانپور حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی کے ہاں علمائے کرام کو تیاری کراتے رہے ہیں۔ امسال بھی مولانا موصوف کے سکھر شر، علی پور ضلع مظفر گڑھ، خانپور، بہاول پور میں دس دس اور پندرہ پندرہ دن مقرر ہو چکے ہیں تاکہ وہاں کے علماء و طلباء اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کو فتنہ مرزائیت و عیسائیت اور دیگر فرقہائے باطلہ کی تردید کے لئے معلومات بہم پہنچائیں۔ بحمداللہ! کہ ایسے پروگرام پر بزرگان دین نے بہت ہی خوشی اور رضا کا اظہار فرمایا ہے اور ہمیشہ دعاؤں سے یاد فرمایا ہے۔ ویسے بزرگان دین نے اس بارے میں کافی خطوط کے ذریعہ سے شرف بخشا ہے کہ نمونہ کے طور پر ایک خط حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ کا ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کا مکتوب گرامی

مخدومی و مکرمی حضرت مولانا محمد علی صاحب دامت معالیکم

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ'

آپ کی خدمت میں اس امر کی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرقہائے باطلہ کی بیخ کنی کے لئے ایک منظم نظام کے چلانے کی توفیق دی ہے۔ ذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم ۔ اور بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے حضرت مولانا لال حسین اختر صاحب کو فرقہائے باطلہ مرزائیت وغیرہ کی کتابوں کے اقتباسات پیش کرنے

کے لئے لاہور متعین فرمایا تاکہ دورہ تفسیر میں آمدہ علمائے کرام کو ان اقتباسات سے آگاہ کریں۔

الحمدللہ! حضرت مولانا ممدوح نے بڑی ہمت اور محنت سے 35 علماء کرام کو ان اقتباسات سے مطلع فرمادیا اور وہ پورے طور پر مطمئن ہوگئے ہیں۔ گویا آپ نے 35 مبلغ تیار کردئے جو پاکستان کے مختلف حصوں میں جاکر اسلام کی تائید اور فرقہائے باطلہ کی تردید کریں گے۔

استدعا! میں درخواست پیش کرتا ہوں کہ آئندہ بھی دورہ تفسیر میں شامل ہونے والے علماء کو اس اعزاز سے سرفراز فرمائیں گے کہ حضرت مولانا لال حسین اختر کو چندروزان کی مخصوص تعلیم کے لئے لاہور تشریف لانے کی تکلیف دیا کریں گے۔ فقط!

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

26 ذی قعدہ 1374ھ 18 جولائی 1955ء

میں آپ اور آپ کے احباب سے ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ امسال بہت توجہ سے مجلس تحفظ ختم نبوت کی امداد فرماکر مشکور فرمائیں۔ امداد کی جملہ رقوم ہمارے کارکنان و مبلغین سے رسید لے کردیں یا دفتر کے مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں۔

(مولانا) محمد علی جالندھری صدر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان بیرون لوہاری دروازہ ملتان

☆............☆

ضروری اعلان

قارئین لولاک سے التماس ہے کہ جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ تک ختم ہو چکا ہے وہ حضرات براہ کرم سالانہ زر خریداری مبلغ ۱۰۰/ روپے بذریعہ منی آرڈر بنام لولاک ارسال فرماکر مشکور فرمائیں۔ منی آرڈر ارسال کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور تحریر فرمائیں۔ شکریہ

قسط نمبر ۳

پروفیسر یوسف سلیم چشتی

شناخت مجدد

۲... اصلاح عقائد ورسوم وخیالات باطلہ

دوسری اہم اور ضروری شرط جس کا پایا جانا ایک مجدد میں لازمی امر ہے یہ ہے کہ اس کے اندر اصلاح احوال (ریفارم) کی زبردست قوت وصلاحیت پائی جاتی ہے اور وہ عملاً مسلمانوں کے خیالات ورسوم وعقائد کی اصلاح کردیتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ ایک درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو یہ ایک مجدد کی سب سے بڑی مگر سب سے آسان شناخت ہے کہ وہ لوگوں کو اسلام کا اصلی چہرہ از سر نو دکھادیتا ہے۔ خیالات فاسدہ اور رسوم باطلہ اور عقائد ناقصہ سب کی قولاً اور فعلاً بیخ کنی کردیتا ہے اور قرآن وحدیث کے علوم کو دوبارہ زندہ کردیتا ہے اور لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہیں پیش کرتا۔

ہندوستان میں صرف مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت سید احمد رائے بریلویؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دیوبندیؒ مشہور مجدد گزرے ہیں۔ ان بزرگوں کی تصانیف اور ان کے کارنامے سب ہمارے سامنے ہیں۔ میں اس مختصر مضمون میں ان کو بالتفصیل بیان نہیں کرسکتا۔ لیکن "مشتے از خروارے" پر عمل کرتا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ جس زمانہ میں مبعوث ہوئے ہندوستان میں ایک طرف تشیع کا زور تھا۔ دوسری طرف اکبر نے الحاد کا دروازہ کھول دیا تھا۔ تیسری طرف غیر اسلامی تصوف اور تصوف کا غلط مفہوم مسلمانوں میں رائج ہوگیا تھا۔ چوتھی طرف ہندی مسلمانوں میں رسوم راہ پاگئی تھی۔ حضرت مجدد صاحب نے پہلے علوم ظاہری میں مرتبہ کمال حاصل کیا جسے شک ہو وہ مکتوبات کا مطالعہ کر دیکھے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ دہلویؒ سے علوم باطنی حاصل کئے اور ان میں وہ مقام حاصل کیا کہ خود ان کے مرشد علیہ الرحمتہ نے ان کی بزرگی کا اعتراف کیا۔ جب اصلاح امت کی صلاحیت پیدا ہوگئی تو ایک طرف وعظ اور تقریر کا سلسلہ جاری کیا۔ دوسری طرف روحانیت کے زور سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچا۔ تیسری طرف سید المرسلین ﷺ کے نقش

قدم پر چل کر ایک قابل تقلید نمونہ پیش کیا۔ چوتھی طرف جب حضرت کو دشمنوں نے گوالیر کے جیل خانہ میں مقید کیا تو تمام قیدیوں کو شب بیدار اور تہجد گزار بنادیا۔ ہزار لیکچر ایک طرف اور ایک عمل ایک طرف۔ آپ کی قوت قدسی کو دیکھ کر ایک جہانگیر ہی طالب عفو نہیں ہو بلکہ ساری دنیا آپ کا کلمہ پڑھنے لگی۔

آپ نے نہ چندہ جمع کیا' نہ اشتہارات شائع کئے' نہ ہنگامہ برپا کیا بلکہ وعظ اور تحریر سے اصلی اسلام لوگوں کے سامنے پیش کیا اور ہزار ہا بندگان خدا کو سیدھا راستہ دکھایا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے کارنامے دیکھ کر ہر فرد وبشر پکار اٹھا کہ آپ مجدد الف ثانیؒ ہیں۔

آپ نے علوم ظاہری وباطنی کا وہ چشمہ بہایا کہ ایک عالم سیراب ہوا۔ طالبان حق نے مختلف مسائل میں اپنی تسلی خاطر کے لئے قلمی استفسارات آپ کی خدمت میں بھیجے۔ ان کے جوابات آج ہمارے سامنے مکتوبات کی شکل میں موجود ہیں۔ ان کو پڑھ کر ہر منصف مزاج آپ کی علمیت اور قابلیت کا معترف ہو جاتا ہے۔ ہر مکتوب حرز جاں بنانے کے قابل ہے۔

آپ نے کوئی دعویٰ ظلی یا بروزی نبوت کا نہیں کیا۔ صرف اسلام کی اصلی تصویر مسلمانوں اور غیر مسلموں کے سامنے پیش کی اور یہی مجدد کا اصلی اور حقیقی منصب ہوتا ہے کہ وہ سنت کا احیاء کرے اور بدعات کا قلع قمع۔

آپ کے بعد بارہویں صدی ہجری میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے اصلاح کا کام سرانجام دیا۔ شاہ صاحبؒ ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی۔ علوم ظاہری وباطنی اپنے والد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ سے حاصل کئے اور ''حجة الله البالغه'' ایسی لاجواب کتاب تصنیف کی جس کے آگے بقول علامہ شبلیؒ' رازیؒ اور غزالیؒ کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے۔ قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کیا اور ساری عمر اشاعت توحید وسنت میں بسر کی۔ علوم دینیہ کے وہ چشمے جاری کئے جن سے سارا عالم اسلامی سیراب ہوگیا۔ نہ نبوت کا دعویٰ کیا' نہ مسلمانوں کو کافر بنایا' نہ دین میں کوئی فتنہ برپا کیا۔

حضرت سید احمد صاحب رائے بریلوی ۱۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے۔ عین عالم شباب میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اولاً تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے مسلمانوں میں مذہبی بیداری پیدا کی۔ اس کے بعد جب آپ نے دیکھا کہ ملک پنجاب میں شعائر اسلام کی اعلانیہ بے حرمتی ہو رہی ہے اور طاغوتی قوتیں اسلام کے مٹانے پر تلی ہوئی ہیں۔ پنجاب کی مساجد بارود خانوں اور اصطبلوں کی شکل میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ قرآن مجید کی سیڑھیاں بنائی جارہی ہیں۔ خدا کا نام لینا یا اذان دینا جرم قرار دیا جارہا ہے۔ اذان

دینا ایک طرف رہا مسلمان ہونا موجب ہلاکت ہو رہا ہے تو آپ نے سنت رسول اللہ ﷺ اور طریق خلفائے راشدینؓ پر عمل پیرا ہو کر علم جہاد بلند کیا اور ۱۲۴۶ھ میں بمقام بالاکوٹ جام شہادت نوش فرما کر اس دور پر آشوب میں اپنے خون سے اسلام کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

ہرگز نمیرد آنکہ دیش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

غدر ۱۸۵۷ء کے بعد قاسم العلوم مولانا محمد قاسم صاحب دیوبندیؒ نے اپنی باطل شکن تحریروں اور ایمان افروز تقریروں کے ذریعہ سے اسلام کی صداقت مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں پر آشکار کی اور دیوبند میں علوم اسلامیہ کا وہ سرچشمہ جاری کیا جس سے آج ایک عالم سیراب ہو رہا ہے۔ اگر ان کی زندگی ان کے ہمعصروں کے لئے مشعل ہدایت تھی تو ان کے بعد ان کی تصانیف آج بیسویں صدی میں اپنوں اور غیروں کے لئے موجب ہدایت ہیں۔ غیر مسلموں کے مقابلہ میں اسلام کی حقانیت اس شان کے ساتھ ثابت فرمائی ہے کہ آج تک کسی شخص سے ان کی تصانیف کا جواب نہیں آیا۔ چونکہ یہ زمانہ فلسفہ اور حکمت کا زمانہ ہے اس لئے قاسم العلوم نے اپنی تصانیف میں منطق اور الہیات کے وہ وہ لطیف نکتے پیدا کئے ہیں کہ انسان کی عقل دنگ ہو جاتی ہے۔ عوام اور علماء دونوں استفادہ کرتے ہیں۔ اس زہد و اتقاء' اس علم و فضل اور اس شاندار خدمت اسلامی کے باوجود آپ نے نہ کوئی دعویٰ کیا نہ تفریق بین المسلمین کا دروازہ کھولا۔

اب ان بزرگوں کے مقابلہ میں "چودھویں صدی کے مجدد" کے کارناموں پر نظر ڈال لیجئے۔ زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔

تصانیف پر نظر ڈالئے تو تمام کتابوں میں طول کلام' التباس وابہام' لفظی کج کاویاں' اختلافات کے انبار' مباحث ناہموار' پراگندہ تکرار' سخن سازی کی بھرمار' تاویلات کا زور' دعاوی کا شور' کہیں نبوت کا اقرار' کہیں نبوت سے انکار' کہیں دعویٰ کہیں فرار' بیجا تعلیان' بزرگان امت کا استخفاف' حق و صداقت سے انحراف' اپنوں سے جنگ' غیروں سے پیکار' انعامی چیلنج اور شہرت کے اشتہار' چندوں کی طلب اور ذاتی امراض کے تذکروں کے علاوہ مطلب کی بات مشکل سے ملے گی۔ دیگر مجددین امت نے دعاوی نہیں کئے کام کر کے دکھایا۔ مرزا قادیانی نے مخالفوں کے حق میں بددعائیں زیادہ کیں غیروں کو مسلمان کم بنایا۔ دیگر مجددین نے اسلام کی حقانیت آشکار کی مرزا قادیانی نے اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے صرف اشتہارات پر اکتفاء کی۔ چنانچہ براہین احمدیہ حصہ اول یعنی ۱۸۸۴ء میں دعویٰ کیا کہ اسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل سپرد قلم کروں گا۔ آج ۱۹۳۵ء سے ابھی

تب وہ دلائل تم عدم سے عالم وجود میں نہیں آئے اور مرزا قادیانی کو دنیا سے سدھارے ہوئے ۷۲ سال گزر گئے۔

مجدد کا سب سے بڑا کام خیالات کی اصلاح کرنا ہے۔اس معاملہ میں مرزا قادیانی افسوس ہے کہ مقرر کردہ معیار پر پورے نہیں اترے کیونکہ انہوں نے خیالات کی اصلاح کے بجائے چند نئی باتیں داخل مذہب کردیں جن کی بدولت خیالات میں اور بھی خرابی رونما ہوگئی۔ مثلاً تیرہ سو سال سے مسلمانوں کی تمام جماعتیں ختم نبوت کو نص صریح سے ثابت شدہ سمجھتی تھیں اور بات بھی دراصل یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی لیکن مرزا قادیانی کی بدولت ایک نہایت فاسد عقیدہ اسلام اور مسلمین میں پیدا ہوگیا۔ وہ یہ کہ مسلمان کہلانے والے یہ یقین کرنے لگے کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے بہشتی مقبرہ کی بنیاد ڈال کر لوگوں کے ایمان اور عمل دونوں کو کمزور کردیا۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ :

”صبح کی نماز کے لئے اٹھنے سے کوئی ۲۰، ۲۵ منٹ پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کی جائیں تو کہا گیا کہ اس کا نام بہشتی مقبرہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔“(ملفوظات ج ۴ ص ۲۱۷، تذکرہ ص ۹۳۴ طبع ۳)

اپنی خواب کا جو مطلب مرزا قادیانی نے بیان کیا ہے وہ ایسا ہے کہ جماعت کے کم علم لوگوں کے لئے لغزش کا سبب بن سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے مریدوں میں سب لوگ خواجہ کمال الدین اور محمد علی لاہوری کے مرتبہ کے نہیں ہیں۔زیادہ تر لوگ بہت کم لکھے پڑھے اور سادہ مزاج دیہاتی ہیں۔وہ جب پڑھیں گے کہ جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا تو لازمی طور سے ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ بہشتی بننے کی ترکیب آسان ہے کیوں نہ اس پر عمل کیا جائے اور وہاں دفن ہونے کی کوشش کی جائے۔ یہ خیال انسان کی قوت عمل کو رفتہ رفتہ مردہ کردے گا اور یہ خیال بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ امام حسینؓ کے غم میں رونے والے پر دوزخ کی آگ اثر نہیں کرسکتی۔ یہ بت پرستوں کے عقیدہ کفارہ کی ایک مخفی شکل ہے اور میں اسے شرک خفی سمجھتا ہوں۔اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی خاص مقبرہ کے احاطہ میں دفن ہونے کی وجہ سے بہشتی نہیں ہوسکتا۔اور :” ولا تزر وازرۃ وزر اخری ۰ “اس پر شاہد ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ آیا سرور کائنات ﷺ نے جن کی نیابت کا مرزا قادیانی کو دعویٰ

تھا کوئی بہشتی مقبرہ تعمیر کرایا تھا اور اس کے لئے چندہ طلب کیا تھا؟۔کسی مجدد نے ایسا کیا؟۔

اسی طرح طاعون کے زمانہ میں مرزا قادیانی نے اس کا ایک مجرب علاج اپنے مریدوں کو ایسا بتایا جس سے اصلاح عقائد کے بجائے تخریب ہوتی ہے۔فرماتے ہیں:

''چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں،سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جس میں ہمارا حصہ ہے اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہوگئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دیدیں۔میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جزو ہو سکتی ہے دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے۔چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا۔نہ معلوم کس کس کو بشارت کے وعدے سے حصہ ملے گا۔اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہئے۔میں نے بھی دیکھا کہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی۔اس لئے اس کی توسیع کی ضرورت پڑی۔''(المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی کشتی نوح ص ۷۶،خزائن ج ۱۹ص ۸۶،مجموعہ اشتہارات ج ۳ص ۷۶،۴۷۷)

اب ناظرین اس اشتہار کو پڑھ کر خود ہی اندازہ لگالیں کہ کس خوبصورتی اور دانشمندی کے ساتھ مریدوں کے دلوں میں آثار پرستی کا بیج بویا جارہا ہے۔مجدد کا کام یہ نہیں کہ مریدوں کے چندہ سے اپنے مکان کی توسیع کے لئے کوشاں ہو اور نہ یہ اس کے شایان منصب ہے کہ وہ لوگوں میں ضعف اعتقاد پیدا کرے۔یہ بات سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے کہ کوئی مکان یا احاطہ انسان کو موت کے چنگل سے محفوظ رکھ سکے۔موت جس وقت آتی ہے ''بروج مشیدہ''میں بھی انسان کو نہیں چھوڑتی مکان مسکونہ کو کشتی نوح سے تعبیر کرنے میں ادبی خوبی ہو تو ہو۔دینی اور ایمانی خوبی مطلق نہیں ہے۔سوائے اس کے کہ مریدوں میں پیر پرستی اور آثار پرستی کا رنگ پیدا ہو جائے جو اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف اور موجب نقصان آخرت ہے۔

اس جگہ ایک شبہ یہ پیش کیا جا سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنے مریدوں پر پورا اختیار تھا۔تم اعتراض کرنے والے کون!اس کا جواب یہ ہے کہ وہ مرید تھے تو ملت اسلامیہ ہی کے افراد۔وہ ہمارے ہی بھائی تھے جو اس عجوبہ پرستی کا شکار ہوگئے اور یقیناً ہمارا دل ان کے لئے کڑھتا ہے۔

اس سلسلہ میں لاہوری احمدیوں سے جو مرزا قادیانی کو مجدد تسلیم کرتے ہیں یہ سوال دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اگر فی الواقع بہشتی مقبرہ کے متعلق مرزا قادیانی کے ارشادات صداقت پر مبنی ہیں تو وہ اپنے متعلق کیا کہیں گے۔ جبکہ یہ ایک حقیقت ثابت ہے کہ ۱۹۱۴ء سے اب تک ان کی جماعت کا کوئی فرد بعد وفات اس سعادت عظمیٰ سے بہرہ اندوز نہیں ہوا اور نہ آئندہ اس کی کوئی امید ہے؟۔ کیا بہشتی مقبرہ کی برکات سے محروم ہو جانا لاہوری احمدیوں کے لئے موجب نقص ایمان نہیں؟۔ مرزا قادیانی نے بہشتی مقبرہ اپنی جماعت کے افراد کے لئے تیار کیا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ لاہوری حضرات اب وہاں ! بار نہیں پاسکتے۔ تو کیا اس لحاظ سے وہ مرزا قادیانی کی جماعت سے خارج نہیں ہوگئے؟۔ ان کے اخراج قادیان کے متعلق الفضل نے بالکل بجا طور پر اظہار تاسف کیا ہے۔ چنانچہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء کے پرچہ میں اس طرح اظہار خیالات کیا گیا ہے۔

”دافع البلاء میں حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ قادیان خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے لیکن غیر مبالعین نے اس مقدس مقام سے کلی قطع تعلق کر لیا اور محمد علی لاہوری نے حضرت خلیفة المسیح ثانی کے استفسار پر کہا کہ کیا میں قادیان چھوڑ سکتا ہوں لیکن وہ یہاں سے ایسے گئے کہ پھر بھولے سے بھی ادھر کا رخ نہ کیا۔ ہاں ! انہوں نے اس قادیان کو چھوڑا جس کے متعلق خواجہ کمال الدین صاحب بھی کبھی یوں کہا کرتے تھے:

شفائے ہر مرض در قادیاں است
شدہ دارالاماں کوئے نگارے

۳... تقویٰ

تیسری اہم شرط تقویٰ ہے جس کا پایا جانا ایک مجدد میں اشد ضروری ہے۔ تقویٰ کے معنی ہیں خوف خدا۔ متقی انسان وہ ہے جسے دیکھ کر لوگ یہ پکار اٹھیں کہ یہ شخص ہر وقت خدا کی حضوری میں رہتا ہے۔ تقویٰ بحقوائے نص قرآنی ہر انسانی بزرگی اور مکرمت کے لئے سنگ بنیاد ہے جو شخص متقی نہیں وہ مومن بھی نہیں۔ چہ جائیکہ مجدد یا ولی ہو سکے۔ چونکہ اتقاء ایمان کی نشانی ہے اس لئے مجدد کو سراپا زہد و اتقاء ہونا چاہیئے۔
متقی کو عرف عام میں پرہیزگار بھی کہتے ہیں۔ پرہیزگار سے مراد وہ شخص ہے جو ہر اس بات سے پرہیز کرے جو تعلق باللہ میں خلل انداز ہو۔ اسلام میں جس قدر نامور اولیاء اللہ، آئمہ اور مجددین گزرے ہیں سب میں یہ صفت نمایاں طور پر پائی جاتی تھی۔ ہندوستان کے اولیاء اور مجددین کے سوانح حیات ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ان کا مطالعہ کر جایئے آپ کو ایک واقعہ بھی ان بزرگوں کی زندگی میں ایسا نہیں مل سکے گا جسے تقویٰ

کے خلاف کہا جا سکے۔ اتقاء کی ایک ادنیٰ سی مثال یہ ہے کہ انسان سے فعلاً یا قولاً اشارتاً کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جس سے دوسرے کی دل آزاری متصور ہو یا دل آزاری کا پہلو نکل سکے۔ کما قال:

مباش درپے آزار دہرچہ خواہی کن
کہ در طریقت ماغیش ازیں گناہے نیست

افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کی زندگی میں کئی باتیں ایسی نظر آتی ہیں جو ایک متقی انسان کے شایان شان نہیں لیکن میں بخوف طوالت صرف ایک واقعہ پر اکتفاء کروں گا۔ جسے میں نے ہمیشہ دلی افسوس کے ساتھ پڑھا ہے۔ میں مرزا قادیانی سے کوئی ذاتی عناد نہیں رکھتا۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے ان سے کوئی پرخاش نہیں لیکن قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتیں انہیں اس زمانہ کا سب سے بڑا انسان قرار دیتی ہیں اور مسلمانوں کو ان کی اتباع کے لئے دعوت دیتی ہیں۔ پس میرا فرض ہے کہ میں مرزا قادیانی کی سیرت کا باامعان نظر مطالعہ کروں اور دیکھوں کہ آیا وہ اس قابل ہیں کہ انہیں اولیاء اور مجددین امت کی صف میں جگہ دی جائے۔ یا ان سے عقیدت رکھی جائے۔ میں مرزا قادیانی کو امام غزالیؒ یا شاہ ولی اللہ کی صف میں اسی بناپر نہیں رکھتا کہ ان کے قلم سے احیاء العلوم یا حجتہ اللہ البالغہ جیسی کوئی کتاب نہیں نکلی بلکہ اس وجہ سے بھی کہ ان کی زندگی میں مجھے وہ بات نظر نہیں آتی جو خاصہ خاصان خدا میں ہوتی ہے۔ اس تنقید سے میرا مقصود کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ محض حقیقت کو بے نقاب کرنا ہے۔

واقعہ بیان کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان افراد کا تذکرہ کردوں جن کا آئندہ صفحات میں مذکور ہوگا تاکہ نفس مضمون کے سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

۱............ مرزا قادیانی! محمدی بیگم کے خواستگار۔
۲............ محمدی بیگم! ایک نوجوان لڑکی اور مرزا قادیانی کی بھتیجی۔
۳............ احمد بیگ! مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی اور محمدی بیگم کے والد
۴............ والدہ محمدی بیگم! مرزا قادیانی کی چچازاد بہن۔
۵............ فضل احمد وسلطان احمد! مرزا قادیانی کے لڑکے۔
۶............ عزت بی بی! فضل احمد بن مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی۔
۷............ مرزا علی شیر بیگ! عزت بی بی کے والد۔

۸............والدہ عزت بی بی! مرزا احمد بیگ کی بہن۔

۹............مرزا سلطان محمد! مرزا قادیانی کا کامیاب رقیب یعنی محمدی بیگم کا شوہر۔

۱۰............پھجے دی ماں! مرزا قادیانی کی پہلی بیوی۔

۱۱............نصرت جہاں بیگم! مرزا قادیانی کی دوسری بیوی۔

ازالہ اوہام میں مرزا قادیانی نے یہ پیش گوئی اپنے خدا سے الہام پا کر شائع کی جو صفحہ ۳۹۶ 'خزائن ج ۳ ص ۳۰۵ پر مرقوم ہے:

"خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا ہے کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں (محمدی بیگم) انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا۔ اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری (یعنی مرزا قادیانی کی) طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھاوے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو مرزا قادیانی نے ایک پوسٹر (اشتہار) شائع کیا جو تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۱۶' مجموعہ اشتہارات ص ۱۵۸'۱۵۷ ج ۱ پر بھی درج ہے:

"خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام مروت و سلوک تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے۔ جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے دو اڑھائی سال تک اور والد اس دختر کلاں کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہیت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔"

آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶' خزائن ص ۲۸۶' ج ۵ پر مرزا قادیانی یوں رقم طراز ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں اپنی دامادی میں قبول کرے اور پھر تمہارے نور سے روشنی

حاصل کرے اور یہ بھی کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور مزید احسانات بھی تم پر کئے جائیں گے بشر طیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے تم میری بات مان لو گے تو میں تمہاری بات مان لوں گا۔ ورنہ خبر دار ہو جاؤ کہ خدا نے مجھے یہ بتادیا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوا تو نہ لڑکی کے لئے مبارک ہو گا نہ تمہارے لئے۔ ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے جن کا نتیجہ موت ہو گا۔ تم نکاح کے تین سال بعد مر جاؤ گے اور لڑکی کا شوہر اڑھائی سال کے بعد مر جائے گا۔ یہ حکم اللہ کا ہے۔ پس جو کرنا ہے جلد کر ڈالو میں نے تمہیں نصیحت کر دی ہے۔ یہ سن کر وہ (مرزا احمد بیگ) تیوری چڑھا کر چلا گیا۔"

اس کے بعد مرزا قادیانی نے علی شیر بیگ کو یہ خط لکھا جو ذیل میں درج ہے :

مشفقی مرزا علی بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ' السلام علیکم ورحمتہ اللہ !

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں لیکن اب جو آپ کو خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے رنج گزرے گا۔ مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارہ میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں' ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ ورسول کے دین کی بھی کچھ پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے' ذلیل کیا جائے' روسیاہ کیا جاوے۔

یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور بچائے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا؟۔ کیا میں چوہڑا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض ؟ کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو وہ

میری وارث ہو وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیاہ کرے مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو' خدا سے خوف کرو' کسی نے جواب نہ دیا بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کے لئے جو فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے دے۔ ہم راضی ہیں۔ نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا؟ جو چاہے سو کرے ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا کہیں مرا ہی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچی ہیں بے شک میں ناچیز آدمی ہوں' ذلیل ہوں' خوار ہوں۔ مگر خدائے تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے۔ میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا بلکہ ایک طرف جب (محمدی کا) کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف سے فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا اور اگر نہیں دے گا تو میں اسے عاق اور لاوارث کر دوں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جو اب میرے قبضہ میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیویں۔ ورنہ مجھے خدائے تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں کہ آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب رشتے ناطے ٹوٹ جائیں گے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم

راقم خاکسار غلام احمد از لودھانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۵ تا ۱۲۷

اس کے بعد ہمارے مرزا قادیانی نے والدہ عزت بی بی کو ایک خط لکھا جو کہ درج ذیل ہے:

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز میں محمدی (دختر احمد بیگ) کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدائے تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کرادو اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو اس کو سمجھاؤ اور اگر ایسا نہ ہوگا تو آج میں نے مولوی نورالدین صاحب اور فضل احمد کو لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر وہ (فضل احمد) طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے۔ اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ اس کو وراثت کا نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا جس کا مضمون یہ ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی بیگم کا نکاح غیر کے ساتھ کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی بیگم کا کسی اور سے نکاح ہو جائے' عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔ سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی بیگم کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔ اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں عزت بی بی کے لئے یعنی اس کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہتا تھا اور میری کوشش سب سے نیک بات ہو جاتی مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی بات کچی نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے جس دن (محمدی بیگم) کا نکاح ہوگا اسی دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔

راقم مرزا غلام احمد از لودھانہ محلہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۸

مرزا غلام احمد قادیانی نے مرزا احمد بیگ کو خط لکھا جو درج ذیل ہے :

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ : قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود' فرزند آں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید دنیا میں اور کوئی صدمہ اس کے برابر نہ ہوگا۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور

ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا فیصلہ آخری قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ چونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلا دیا کہ دوسری جگہ اس کا رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدائے تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا جو آپ کے خیال میں نہیں ہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جبکہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین وآسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی؟ اور آپ کو شاید یہ معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر اس پر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز نہیں بدل سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین ودنیا کی برکات عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں خدا تعالیٰ آپ کو عطا فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی ناملائم لفظ ہو تو معاف فرمادیں۔ والسلام!

خاکسار احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء

جاری ہے!!!

پروفیسر منور احمد ملک

بسلسلہ میں ایک احمدی تھا

مرزا طاہر احمد کا الہام

1984ء میں قادیانیوں کے خلاف چلنے والی تحریک اپریل 1984ء میں ایک صدارتی آرڈیننس پر منتج ہوئی جس کے مطابق قادیانی اپنے آپ کو مسلمان' اپنی عبادت گاہ کو مسجد' مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کو صحابی' مرزا غلام احمد قادیانی کی بیویوں کو ام المومنین اور مرزا قادیانی کے جانشینوں کو امیر المومنین نہیں کہہ سکتے' نہ ہی مسلمانوں کی طرح عبادت کے لئے اذان دے سکتے ہیں۔اس سے قادیانی ایک ایسے قانونی شکنجے میں کسے گئے جس میں قادیانی باآسانی پر بھی نہیں مار سکتے تھے۔ایسی حالت میں مرزا طاہر احمد جنہیں اقتدار سنبھالے ابھی دو سال بھی نہ ہوئے تھے اپنے گھر تک محدود ہو گئے۔

مرزا طاہر احمد اس شکنجے سے بچنے کے لئے خفیہ طور پر پاکستان سے نکل کر انگلینڈ جا پہنچے۔وہاں جا کر اپنی تقاریر اور خطبات کے ذریعے آڈیو کیسٹ کے ایک مربوط نظام سے جماعت سے تعلق قائم رکھا۔اس وقت کے حالات پر ذرا غور کیا جائے کہ جماعت پر سخت قسم کی پابندیاں لگ گئیں۔ قادیانیوں کے جان ومال کو خطرہ لاحق ہو گیا۔ہر قادیانی اس خوف میں مبتلا ہو گیا کہ ابھی کوئی میرے خلاف مقدمہ کر دے گا اور مجھے جیل جانا پڑ جائے گا کیونکہ اس آرڈیننس کے مطابق اگر ایک قادیانی کسی کو السلام علیکم کہتا ہے تو گویا اس نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا۔اسی طرح اس نے ایک جرم کیا کسی نے ماشاء اللہ' الحمد للہ اور بسم اللہ جیسے الفاظ استعمال کرنے ہیں تو وہ قابو میں آسکتا ہے۔ مسلمانوں کا موقف ہے کہ جب آپ کا نبی علیحدہ ہے اور ہر قسم سے اپنے آپ کو علیحدہ کر چکے ہو بلکہ حضرت محمد ﷺ کے مقابل پر ایک اور شخص کو کھڑا کر دیا ہے اس کے مطابق تمام اپنا دین بنا لیا ہے۔یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفیٰ نام رکھنا بھی گوارہ نہیں۔ غلام محمد' غلام مصطفیٰ' غلام مجتبیٰ' غلام مرتضیٰ' ابوبکر' عمر' عثمان' علی' حسن' حسین' فاطمہ' خدیجہ' زینب' آمنہ جیسے خالص اسلامی ناموں سے منہ موڑ چکے ہو (یقین نہ آئے تو 40سال سے کم عمر کے قادیانی بچوں اور جوانوں کے ناموں کا جائزہ لیا جائے) اور اپنی ہر عبادت گاہ کو علیحدہ رنگ دے لیا ہے تو پھر اسلامی شعائر کو چھوڑ دو۔دوغلا پن ختم کرو ایک طرف ہو کر رہو۔

اس قانونی حملہ سے قادیانی بالکل غیر محفوظ ہو گئے۔ایسی حالت میں مرزا طاہر احمد کا فرار قابل فہم ہے۔

اب خوف زدہ جماعت کو حوصلہ دینے اور اس کی ڈھارس باندھنے کی سخت ضرورت تھی ایسے میں مرزا طاہر احمد نے جماعت میں اپنا ایک الہام سنایا کہ خدا نے مجھے الہام بتایا ہے Friday the tenth کہ اس کا ترجمہ اور مفہوم خود ہی بتایا ہے کہ جمعہ کا دن ہوگا اور 10 تاریخ اس دن جماعت کے حق میں کوئی خاص واقعہ ہوگا اور یہ ابتلا ختم ہو جائے گا۔ اب پوری جماعت اس امیر پر کلینڈروں کے پیچھے پڑ گئی کہ دیکھتے ہیں کہ اس سال میں کون سے مہینے ہیں 10 تاریخ کو جمعہ کا دن ہوگا۔ ہر سال چند جمعے ضرور 10 تاریخ کو ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہر سال کے کلینڈر پر 10 تاریخ اور جمعہ کے دن پر نشانات لگائے گئے۔ اس وقت پر آس لگائے جماعت مہینے اور سال گزارنے لگی۔ مرزا طاہر قادیانی کی طرف سے بار بار اس کی یاد دہانی ہو جاتی اور جماعت پورے یقین اور ایمان کے ساتھ اس وقت کا انتظار کرنے لگتی کہ یقیناً آئندہ 10 تاریخ والے جمعہ کو ضرور کوئی معجزہ ہوگا۔ جب 1984ء سے 1988ء تک کوئی واقعہ رونما نہ ہوا۔ جنرل ضیاء الحق کا واقعہ بھی 17 اگست کو بدھ کے دن ہوا تو جماعت میں مایوسی پھیل گئی۔

اس بات پر غور کیا جائے کہ 1984ء تا 1988ء چار سال تک مسلسل جماعت شدت کے ساتھ انتظار میں رہی۔ 1988ء میں کسی نے مرزا طاہر احمد کے الہام کے پورا نہ ہونے کی خفت کو مٹانے کے لئے ایک نیا آئیڈیا دیا کہ اس الہام سے مراد سورہ الجمعہ کی دسویں آیت بھی ہو سکتی ہے پھر اس کے ترجمہ اور تشریح پر کچھ خطبے آ گئے اور جماعت کو ایک نئی لائن پر لگا دیا۔ صاف نظر آ رہا تھا کہ اب مرزا طاہر احمد صاحب کا خود بھی اس الہام سے ایمان اٹھ گیا ہے اور اس کے پورا ہونے کا امکان نظر نہیں آ رہا۔ آج اس الہام کو 16 سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ سینکڑوں قادیانی اس الہام کے پورا ہونے اور کسی معجزے کے ظہور کے انتظار میں اس دنیا سے گزر گئے اور باقی بھی انشاء اللہ اس الہام کی گرمی سے محفوظ ہوتے ہوتے چلے جائیں گے۔

یہ کیسا الہام ہے جو 16 سال کا عرصہ لے جائے۔ یہ تو قوم کے ساتھ سراسر ایک الہامی مذاق ہے۔ یہ حالت اس الہام کے دو نمبر ہونے کو واضح کر رہی ہے۔

☆......☆......☆

اعتذار

ماہنامہ لولاک کے شمارہ نمبر ۱۱' جلد نمبر ۵ / ۳۸ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ فروری ۲۰۰۲ء میں غلطی سے قسط وار مضمون ''شناخت مجدد'' کی قسط نمبر ۴ لکھا گیا ہے۔ جبکہ وہ قسط نمبر ۳ ہے۔ قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ ادارہ!

ادارہ

قافلہ آخرت

آہ! حضرت مولانا قاضی محمد اللہ یار خانؒ

چیچہ وطنی سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے مبلغ حضرت مولانا عبدالحکیم نعمانی کا گرامی نامہ موصول ہوا جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ بزرگ رہنما' مبلغ اسلام حضرت مولانا قاضی محمد اللہ یار خانؒ کے متعلق معلوم ہوا کہ آپ 10 جنوری 2002 کو واصل حق ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا قاضی اللہ یار خان مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قدیم مبلغین میں سے تھے۔ زندگی بھر اشاعت اسلام و ترویج عقیدہ ختم نبوت کے لئے آپ نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ بہت ہی مرنجاں مرنج اور باغ و بہار شخصیت تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ پاکستان بننے سے قبل دورہ حدیث شریف کے لئے ہندوستان کی معروف دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے۔ شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ' شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد عثمانیؒ' علامہ مولانا بدر عالم میرٹھیؒ ایسے اکابر علماء و محدثین سے دورہ شریف کی تعلیم حاصل کی۔ پاکستان بننے کے بعد آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں شمولیت اختیار کی۔

فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ اور مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے آپ نے قادیانی فتنہ کے خلاف مناظرہ کے لئے تربیت لی اور پاکستان بھر میں قادیانی فتنہ کی علمی خیانتوں اور بدعقیدگی سے امت مسلمہ کو باخبر کرنے کے لئے آپ نے لازوال خدمات سرانجام دیں۔ گوجرانوالہ اور کئی مقامات پر آپ نے ضلعی دفاتر میں بھی خدمات انجام دیں لیکن آپ کا زیادہ تر وقت مرکزی دفتر میں گزرا اور آپ نے مرکزی مبلغ کے طور پر پورے ملک میں قریہ قریہ' گلی گلی ختم نبوت کی پاسبانی کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ ذی استعداد عالم دین اور حاضر جواب مناظر تھے۔ چھوٹے قادیانی مناظرین سے لے کر قادیانی جماعت کے موجودہ چیف گرو مرزا طاہر تک سے آپ کی گفتگو میں اور باضابطہ مناظرے ہوئے اور ہر جگہ آپ نے کفر کو شکست دے کر عظمت اسلام کے علم کو بلند کیا۔ آپ انتہائی ذہین اور حاضر جواب تھے۔ قادر الکلام' شیریں بیاں مقرر تھے۔ شہروں و دیہاتوں میں برابر مقبول تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت بلاناغہ ان کی زندگی کا معمول تھا۔

انتہائی صاف ستھرا' سادہ مگر اجلا لباس پہنتے تھے۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ' مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ' شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور موجودہ امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے زمانہ امارت میں بحمال اطاعت اور کمال ذمہ داری کے ساتھ خدمات سرانجام دیں۔ نہیں یاد کہ کسی مشکل سے مشکل تبلیغی سفر سے انہوں نے کبھی عذر کیا ہو۔ دفتر مرکزیہ جو پروگرام ترتیب دے دیتا تھا اسے نبھانا وہ اپنے اوپر فرض قرار دے لیتے تھے۔ انتہائی اچھے دوست تھے۔ بڑے حضرات کے ساتھ وقت گزارا تھا اور انہیں حضرات کی روایات کے امین تھے۔ نہ صرف رد قادیانیت بلکہ رفض وبدعت اور دوسرے کئی موضوعات پر آپ کی تیاری تھی۔ آپ کی تقریر بھی متنوع ہوتی تھی۔ اپنے بیان کو دلاویز بنانے کے لئے اپنے حافظہ کے ساتھ گلا سے بھی کام لیا کرتے تھے۔ قرآن وسنت کے ضروری حوالہ جات انہیں مستحضر تھے۔ کئی اشعار ان کی نوک زبان پر ہوتے تھے اور موقعہ ومحل کی نسبت سے ان سے کام لینے کا فن بھی جانتے تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے ان کی نصف صدی کی حسین یادیں وابستہ ہیں۔ ان کی سنہری خدمات اور مخلصانہ مساعی ان کے لئے ذخیرہ آخرت ہیں۔

گزشتہ چند سالوں سے اپنی پیرانہ سالی کے باعث گھر پر تھے۔ آنکھوں میں موتیا اتر آیا تھا۔ آپریشن کرایا جو کہ کامیاب رہا۔ تمام بچوں' بچیوں کی شادیاں کر کے کلی فراغت حاصل کر لی تھی۔ تمام اولاد برسر روزگار ہے۔ آخر وقت تک مرحوم کے معمولات جاری رہے۔ حق تعالیٰ ان کی قبر کو بقعہ نور بنائیں۔ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ ان کی وفات نے گزشتہ کئی بزرگوں ورفقاء کی جدائیوں کے صدمہ کو تازہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے اپنے عفو وکرم کا معاملہ فرمائیں۔ فقیر اس وقت تک سفر مقدس کے لئے پابرکاب ہے۔ ورنہ مرحوم کا حق تفصیلی تذکرہ کا متقاضی ہے۔ محترم قاضی صاحب آپ چلے .... ہم آئے۔ اس لئے کہ اس دنیا میں سبھی جانے کو آتے ہیں

"کل من علیها فان ۰ ویبقیٰ وجه ربك ذو الجلال والاکرام ۰"

ڈاکٹر عبدالستار اختر کی رحلت

بہاول پور کے محترم ڈاکٹر عبدالستار اختر پچھلے دنوں بہاول پور میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

موصوف ہومیوپیتھک ڈاکٹر تھے۔ بہاول پور میں عرصہ تک گورنمنٹ کی ملازمت کی۔ گزشتہ آٹھ دس سال سے ریٹائرڈمنٹ کی گھر پر زندگی گزار رہے تھے۔ انتہائی دیندار انسان تھے۔ دین پر عمل ان کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ گھر پر معمول کی پریکٹس بھی جاری رکھ کر خلق خدا کی خدمت کرتے تھے۔

تبلیغی جماعت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ان کا مثالی تعلق تھا۔ چنیوٹ' چناب نگر کی

کانفرنسوں پر حاضری بڑی پابندی سے ہوتی تھی۔ کانفرنسوں پر آکر نظم میں تعاون کرتے تھے اور کسی نہ کسی کام کو اپنے ذمہ لے لیتے تھے اور بڑی ذمہ داری سے اسے پورا کرتے تھے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ لیکن معمولات میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ صبح تہجد کے وقت بیدار ہو جاتے تھے۔ درود شریف و تلاوت کی کثرت ان کی طبیعت ثانیہ بن گئے تھے۔ خوب بھرپور زندگی گزاری۔ آخری وقت تک مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعلق کو برقرار رکھا۔ ہر مہینہ ایک آدھ بار ضرور مرکز خط لکھا کرتے تھے۔ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان کے مستقل قاری تھے۔ جماعتی رفقاء کے لئے غائبانہ نیم شبانہ دعائیں کیا کرتے تھے۔ وہ اللہ رب العزت کے حضور چلے گئے اور ہم ان کی دعاؤں سے محروم ہوگئے۔ اللہ رب العزت مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ ان کے درجات بلند ہوں۔ اخروی راحتیں نصیب ہوں اور پسماندگان کو اللہ تعالیٰ صبر و جمیل کی نعمت سے سرفراز فرمائیں۔

حضرت مولانا محمد زاہد فورٹ سنڈیمن کا وصال

جمعیت علماء اسلام ژوب کے ممتاز رہنما اور شہید اسلام حضرت مولانا سید شمس الدین شہید کے والد گرامی حضرت مولانا محمد زاہد صاحب بانی و مہتمم مدرسہ شمس المدارس ژوب 16 دسمبر 2001ء کو وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اللہ رب العزت حضرت مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی نعمت نصیب فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مرحوم کے سانحہ ارتحال کے افسوس میں برابر کی شریک ہے۔

حافظ محمد الیاس قادری کو صدمہ

گوجرانوالہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم دفتر محترم قاری حافظ محمد الیاس قادری کی والدہ محترمہ گزشتہ دنوں مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔ اللہ رب العزت ان کی مغفرت فرمائیں۔ ادارہ لولاک مرحومہ کے وصال کے اس صدمہ میں پسماندگان سے مکمل اظہار ہمدردی کرتا ہے۔

جناب محمد اسلم بھٹی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے ناظم نشر و اشاعت محترم جناب محمد اسلم بھٹی کی والدہ محترمہ 8 جنوری 2002ء کو وصال پا گئیں۔ اللہ رب العزت مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ ادارہ لولاک پسماندگان کے اس صدمہ میں برابر کا شریک ہے۔

☆..............☆

مولانا محمد عمر سعید

استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد سعیدؒ

حضرت مولانا محمد سعیدؒ صوبہ سرحد کے ضلع لکی مروت کے گاؤں متورہ میں 1927ء کو پیدا ہوئے۔
آپ کے والد مولانا احمد خان نہایت متقی باعمل اور خاموش طبع عالم تھے۔ آپ کا نام محمد جان رکھا گیا لیکن بعد ازاں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے آپ کا نام محمد سعید رکھا۔ بچپن میں ہی والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو آپ تحصیل علم کے شوق میں نہایت کم عمری میں گھر سے نکلے۔ فنون اور دیگر بڑی کتابیں پاکستان کے مختلف جید علماء سے پڑھیں۔ آپ چونکہ نہایت جید الفہم اور غیر معمولی قوت حافظہ کے مالک تھے۔ اس لئے امتحانات میں ہمیشہ اول آتے۔ معقولات کی مشکل اور اونچی کتابیں صدرہ، شمس بازغہ، میر زاہد، قاضی وغیرہ ایسے پڑھا کرتے جیسے حافظ منزل پڑھا کرتا ہے۔ آپ کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے تمام کتابیں کئی کئی مرتبہ ماہر فن اساتذہ سے پڑھیں۔ اس دوران بہت تنگدستی کی گزاری۔ کبھی فاقوں تک نوبت آئی مگر جب تک سند فراغت حاصل نہ کی اس وقت تک آپ نے گھر نہیں دیکھا۔ آپ نے علم حدیث کے لئے دار العلوم دیوبند جانے کا ارادہ فرمایا تھا لیکن تقسیم ہند کی وجہ سے دار العلوم کے اکثر اساتذہ سندھ کی مشہور دینی درسگاہ دار العلوم ٹنڈوالہ یار میں جمع ہو چکے تھے تو آپ نے یہیں کا قصد کیا۔ جہاں اس وقت حضرت مولانا سید بدر عالم میر ٹھیؒ، محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ حضرت عبدالرحمٰن کامل پوری جیسے محدثین وصالحین امت جمع تھے۔ یہاں آپ نے ان قدسی صفات اساتذہ سے علم حدیث پڑھی۔ یہاں سے فراغت کے بعد اگلے ہی سال جامعہ قاسم العلوم ملتان میں دوبارہ احادیث پڑھی جہاں آپ نے مولانا عبدالخالق کیمبل پوریؒ اور مفتی محمودؒ جیسے اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔ لیکن آپ کی علمی پیاس نہ بجھی۔ چنانچہ اگلے ہی سال 1374ھ میں دوبارہ جامعہ خیر المدارس ملتان میں داخلہ لیا۔ جہاں آپ نے استاذ العلماء حضرت علامہ خیر محمد جالندھریؒ سے مکمل بخاری پڑھی اور دوبارہ درجہ تکمیل کی کتابیں حضرت علامہ محمد شریف کاشمیریؒ سے بھی پڑھیں۔

آپ اپنی ذہانت، ذکاوت اور مضبوط علمی استعداد کی بنیاد پر اپنے تمام اساتذہ کے منظور نظر رہے۔ جس کی وجہ سے خیر المدارس سے فراغت کے ساتھ ہی اسی جامعہ میں تدریس شروع کی لیکن ایک سال کی تدریس کے بعد

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عرض محمد نے بلوچستان کے لئے مولانا خیر محمد جالندھریؒ سے ایک استاد کی درخواست کی تو حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے آپ کو مزید تدریس کے لئے جامعہ مطلع العلوم کوئٹہ بلوچستان بھیج دیا۔ جہاں آپ نے بلوچستان کی اس سنگلاخ وادی میں انتہائی نامساعد حالات میں بہت تنگدستی اور فاقوں کے ساتھ زندگی گزاری۔ آپ 46 سال تک تادم انتقال مختلف علالتوں کے باوجود مسند تدریس پر فائز رہے اور اپنی پوری زندگی درس وتدریس میں گزار کر اکابر محدثین اور ممتاز مدرسین کے نمونہ کے طور پر قال اللہ و قال الرسول کے کلمات سے فضاؤں کو معطر اور منور کرتے رہے۔

آپ تمام علوم نقلیہ وعقلیہ میں مہارت رکھتے تھے۔ اس لئے آپ جس فن کی کتاب پڑھاتے تو یوں محسوس ہوتا گویا آپ نے تمام زندگی اسی فن میں گزاری ہے۔ گویا کہ آپ ہر فن مولا تھے اور فقہ تو گویا آپ کے ہاتھ کی چھڑی اور جیب کی گھڑی تھی۔ مگر طبع مبارک کو جوانس اور مناسبت حدیث سے تھی وہ خود اپنی مثال ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے قلم سے ہزاروں فتاویٰ تحریر فرمائے۔ آپ کے پاس عدالت بھی فتاویٰ بھیجتے تھے مگر آپ کے فتاویٰ پر عدالت میں جرح تک بھی نہ ہوتی۔

کوئٹہ میں پانچ سال تدریس کے بعد آپ ضلع پونچھ کشمیر چلے گئے اور وہیں تدریس شروع کی مگر بلوچستان والوں کی محبت وشدید مطالبے پر اور حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ جیسے اساتذہ کے حکم پر دوبارہ جامعہ مطلع العلوم کوئٹہ تشریف لائے اور تادم انتقال اسی جامعہ سے منسلک رہے۔ اس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے آپ کو بلوچستان کا قاضی مقرر کیا۔

آپ نے علم تفسیر شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، شیخ التفسیر وقطب زمانہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے پڑھی۔ درس نظامی سے فارغ ہوکر علوم ادبیہ کی تکمیل خاطر خواہ فرما چکے تھے مگر آپ کی فطرت سلیم اس معرفت الٰہیہ کی جستجو میں تھی جو قال کو حال اور علم کو سرتاپا عمل بنادیتی ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے آپ کی نظر انتخاب قطب عالم مولانا احمد علی لاہوریؒ پر پڑی جہاں آپ نے روحانی تربیت حاصل کی اور بعد میں آپ اجازت بیعت سے نوازے گئے۔ آپ اپنے شیخ سے بے حد عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔ حضرت لاہوریؒ کے جنازہ کے وقت آپ شیرانوالہ گیٹ سے انارکلی قبرستان میانی صاحب تک جنازہ کے ساتھ حضرت کی عقیدت میں ننگے پیر چلے۔ اس کے بعد آپ نے اپنا تعلق خلیفہ حافظ مولانا غلام رسول صاحب ڈیروی سے رکھی جن کو حضرت لاہوریؒ، علامہ شمس الحق افغانی اور خواجہ غلام حسن سواگی سے اجازت بیعت ہے مگر ڈیروی صاحب نے

بھی آپ کو بہت جلد خلافت دی۔

1971ء میں آپ بذریعہ بس کاروان سعودی عرب تشریف لے گئے۔ حج ادا کرنے کے بعد وہاں روضہ حبیب کے پاس ٹھہرنے کا ارادہ فرمایا تو حضور علیہ السلام نے واپس جانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ آپ وطن واپس لوٹے اور تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ اپنی خداداد صلاحیتوں' ذہانت' ذکاوت' حلم وو قار' ادب و آداب اور دقیقہ رسی کے پیش نظر اساتذہ اور طلبہ میں یکساں محبوب و مقبول ہو گئے۔ آپ کی تدریس کا انداز انتہائی سہل' انوکھا' دلچسپ اور دل ربا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تفہیم کا ایک ایسا خصوصی ملکہ عطا فرمایا تھا کہ کتاب کا مشکل سے مشکل مقام چٹکیوں میں حل فرماتے اور مسائل کا ایک عجیب جامع اور بہترین خلاصہ پیش کرتے تھے۔

آپ کے اساتذہ خصوصاً حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی'' حضرت مولانا خیر محمد جالندھری'' حضرت مولانا مفتی محمودؒ آپ سے فرمایا کرتے کہ ہم نے بلوچستان آپ کے ذمے چھوڑ رکھا ہے۔ آپ تدریس کے ساتھ ساتھ شب زندہ دار اہل اللہ بھی تھے۔ باقاعدگی سے اوراد و ظائف میں نہایت جانفشانی سے مصروف رہتے تھے۔ نحیف جسم رکھتے تھے۔ ہلکے پھلکے انسان تھے۔ بہت کم کھانا کھاتے بلکہ اکثر باسی روٹی کھا کر فرماتے کہ جسم کو تو ویسے بھی کیڑوں کی خوراک بننا ہے اتنی زحمت اس پر کیوں اٹھائی ہے۔

آپ کی چال ڈھال رفتار گفتار عین سنت کے مطابق ہوتی۔ آپ کی زندگی نہایت سادہ مگر شخصیت بے حد اجلی اور نکھری تھی۔ جب تک صحت متحمل تھی ہمیشہ مدرسہ میں تشریف لاتے۔ طمع ولالچ حرص وآز نام کی کوئی چیز آپ کے پاس نہیں گزرتی تھی۔ آپ نام و نمود' شہرت و خود پسندی سے کوسوں دور تھے۔ اسی لئے آپ نے نہایت گمنامی کی حالت میں زندگی گزاری تھی۔ آپ امراء اور وزراء کے دروازے پر جانا علمی شان کے خلاف سمجھتے تھے۔ آپ جامع مسجد ایوان قلات میں جمعہ شریف کی خطابت بھی کرتے تھے جو نہایت' بلیغ' مدلل اور جامع ہوتی۔ ایک ہی عنوان پر دیر تک وعظ فرماتے جن میں عالمانہ شان ہوتی تھی۔

آپ کی تعلیم و تربیت سے ایسے قیمتی ہیرے تیار ہوئے ہیں جو اپنے وقت کے درخشندہ ستارے ہیں۔ جن میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور صاحب' شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالستار صاحب' شیخ الحدیث حضرت مولانا رحمت اللہ بنگور صاحب' شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالخالق صاحب' حضرت مولانا اللہ داد خیر خواہ صاحب' سابق صوبائی وزیر حضرت مولانا شمس الدین شہیدؒ' حافظ حسین احمد صاحب نائب امیر جمعیت علماء اسلام' حضرت مولانا عبدالغفور حیدری جنرل سیکریٹری جمعیت علماء اسلام کے علاوہ بلوچستان' سرحد' افغانستان وایران میں ہزاروں کی تعداد میں شاگرد اور روحانی فرزند موجود ہیں جو مختلف دینی و علمی اور سیاسی محاذوں پر امر

بالمعروف ونہی عن المنکر جہاد بالسیف وباللسان کے داعی بن کر اسلام کی تعلیمات پھیلانے میں سرگرم عمل ہیں۔

ایسے پرفتن دور میں ان جیسے نفوس قدسیہ ڈھونڈنے سے نہیں ملتے۔ علم وفضل کی دنیا میں کبھی کمی نہیں ہوئی لیکن اخلاص اور دین کی سچی تڑپ وہ جنس گراں ہے جو کہیں خال خال ملتی ہے۔ اس اعتبار سے مولانا کی وفات ملت کا ایسا نقصان عظیم ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔ اب ایسی شخصیات کا شدید فقدان ہے جو مسند تدریس کو کماحقہ زینت بخش سکیں۔

آپ کو 1996ء میں ایک قسم کا فالج سا ہوا۔ مقامی حکیموں اور ڈاکٹروں سے لے کر ملک بھر کے اونچے اونچے ڈاکٹروں سے علاج کرالیا گیا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق بیماری کا حملہ روز بروز زیادہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ چلنا پھرنا بھی محدود ہوگیا اور ضعف ونقاہت میں اضافہ ہوگیا۔ نقاہت کے باعث گزشتہ چند عرصہ سے صاحب فراش تھے مگر آپ کے صبر وشکر کا یہ عالم تھا کہ اس شدید ترین بیماری کے دوران بھی کبھی تسلیم ورضا کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ اس بیماری کے طویل عرصے میں انتہائی ضبط وکمال اور برداشت سے کام لیا اور آپ کی زبان سے کبھی حرف شکایت نہیں سنی گئی۔ ہمیشہ صبر وشکر حمد وثناء کے الفاظ ہی زبان پر ہوتے۔ اگر کوئی طبیعت پوچھے تو اس انداز سے الحمدللہ فرماتے کہ سننے والا انداز شکر کو دیکھ کر ہی ان کی شخصیت کا گرویدہ ہوتا۔

12 فروری بروز سوموار 17 ذیقعدہ 1421ھ کو بعد نماز فجر آپ کا وصال ہوگیا۔ طلوع آفتاب کے ساتھ ساتھ یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ چنانچہ عقیدت مند جوق درجوق حاضر ہوتے گئے اور اپنے محبوب شیخ کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔ صبح سے لے کر شام تک مشتاقان دید اس عظیم المرتبت انسان اور شیخ کی آخری جھلک دیکھتے رہے۔ کم وبیش پانچ بجے کے قریب نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کی نماز جنازہ مولانا حافظ غلام رسول صاحب ڈیروی نے پڑھائی۔ آپ کی نماز جنازہ میں عوام وخواص اور علماء کرام نے بھرپور شرکت کی۔ نماز کے بعد گروہ عاشقاں اپنے محبوب شیخ کو کندھوں پر اٹھائے گاؤں کے قبرستان پہنچے اور نماز مغرب سے دس منٹ قبل آپ کے صاحبزادے مولانا محمد عمر' شیخ الحدیث مولانا سعداللہ صاحب' مولانا محمد نواز اور چند دیگر معتقدوں نے حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ' حضرت مولانا عبدالخالق کیمبل پوریؒ' حضرت مولانا خیر محمد جالندھری' حضرت مولانا علامہ محمد یوسف بنوریؒ' حضرت درخواستیؒ اور قطب زمانہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی اس مشترکہ امانت کو لحد میں اتار دیا۔ اس طرح غروب آفتاب کے ساتھ علم وعرفان کا یہ آفتاب نظروں سے اوجھل ہوگیا:

سبزہ نورستہ تیرے گھر کی نگہبانی کرے
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کا دورہ گوجرانوالہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کے مہتمم حضرت مولانا حاجی فیاض احمد خان کے صاحبزادے حافظ محمد حذیفہ کے حفظ قرآن کی تکمیل پر دستار بندی کی۔ اس موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی' پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری حضرت مولانا زاہد الراشدی' مدرسہ نصرت العلوم کے ناظم حضرت مولانا حاجی محمد ریاض خان سواتی' جناب قاری زاہد محمود اور جناب محمد بلال اشرف نے شرکت کی اور خطاب کیا۔

گوجرانوالہ آمد پر حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم سے مقامی جماعت کے عہدیداروں حضرت مولانا فقیر اللہ اختر' جناب حافظ محمد ثاقب' جناب حافظ احسان الواحد' جناب حافظ محمد اعظم' جناب سید احمد حسین زید' جناب محمد امان اللہ قادری اور جناب حافظ محمد الیاس قادری نے ملاقات کی۔

گمبٹ کے وفد کی خانقاہ سراجیہ حاضری

جمعیت علمائے اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے گمبٹ کے ایک وفد نے حضرت اقدس خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں حاضری دی۔ وفد میں مولانا محمد صدیق' مولانا عبدالواحد بروہی' حاجی محمد اسماعیل' حاجی محمد عبداللہ' میاں محمد اسحق' محمد عرس' عبدالرشید' غلام قادر' اسد اللہ' شیخ عبدالسمیع' صوفی مشتاق احمد اور جاوید احمد شامل تھے۔ وفد نے دین پور شریف' ملتان میں مختصر قیام کیا۔ علماء و مشائخ سے ملاقاتیں کیں۔ مدارس اور دینی مراکز میں حاضری دی۔ اکابر اولیاء مزارات پر فاتحہ خوانی کی۔ خانقاہ سراجیہ میں حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم سے وفد کے اراکین نے بیعت کی۔ دن رات خانقاہ شریف کے معمولات میں شرکت کی۔ اپنے علاقہ کے مدارس اور دینی کاموں کی رپورٹ عرض کی۔ حضرت اقدس نے بہت ہی

زیادہ دعاؤں سے نوازا۔ وفد کی درخواست پر حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے گمبٹ تشریف آوری کا وعدہ بھی فرمایا۔

مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر صاحب کا تبلیغی دورہ

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر صاحب نے گوجرانوالہ‘ سیالکوٹ‘ نارووال‘ گجرات اور دیگر اضلاع کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے مختلف اجتماعات سے خطاب کیا اور علاقہ کے جماعتی احباب سے تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے الفلاح مسجد گوجرانوالہ کینٹ‘ جامع مسجد فاروقیہ منڈھیالہ وڑائچ‘ جامع مسجد رحمانیہ محلہ اسلام پورہ‘ جامع مسجد الرحمٰن فیصل کالونی‘ جامع مسجد صدیق اکبر پیپلز کالونی‘ جامع مسجد فضل فیروزوالا روڈ‘ جامع مسجد مدنی چوک گھنٹہ گھر‘ جامع مسجد ختم نبوت ابوبکر ٹاؤن‘ کھوکھر کی‘ قاسم ٹاؤن‘ سید نگری بازار‘ ماڈل ٹاؤن‘ عالم چوک‘ نوشہرہ‘ سانسی اور جلیل ٹاؤن گوجرانوالہ‘ مکی مسجد شکر گڑھ‘ مسجد ختم نبوت قلعہ کالروالا‘ مرکزی جامع مسجد تڈالہ‘ جامع مسجد شیخاں نارنگ منڈی‘ جامع مسجد ختم نبوت نوئنکے‘ ضلع گجرات کے علاقوں بھدر‘ پنجن کسانہ اور گجرات شہر کا دورہ کیا اور وہاں پر مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔

مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ میانوالی

(رپورٹ: حضرت مولانا عبدالستار حیدری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تین روزہ دورہ پر میانوالی تشریف لائے۔ میانوالی آنے سے پہلے وہ بھکر میں جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا محمد عبداللہ صاحب‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے فعال ورکر اور بھکر کے امیر ڈاکٹر دین محمد فریدی سے ملاقات کی اور ضلع بھر میں قادیانیوں کی سرگرمیوں اور ان کے موثر سدباب کے سلسلے میں اٹھائے جانے والے اقدامات کے سلسلے میں مشاورت کی۔

4 جنوری بروز جمعۃ المبارک کو انہوں نے جمعہ کا خطبہ جامع مسجد نور میانوالی میں دیا۔ عصر کی نماز کے بعد ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی جامع مسجد میں درس قرآن دیا اور عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد تقویٰ میں درس قرآن پاک کے اجتماع سے خطاب کیا۔ رات مدرسہ تبلیغ الاسلام جامع مسجد موتی میں قیام کیا۔

5 جنوری کی صبح نماز کے بعد انہوں نے موتی مسجد میں درس دیا۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اپنے درس میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت‘ قادیانی عقائد و عزائم‘ حیات مسیح علیہ السلام‘ ملک و ملت کے خلاف

قادیانیوں کی سرگرمیوں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ نیز میانوالی کے علماء کرام مولانا عبدالحکیم فاروقی' مولانا سیف اللہ' حافظ ریاست علی اور مولانا عبدالجلیل نقشبندی سمیت کئی ایک علماء کرام' جماعتی کارکنوں سے ملاقاتیں کیں۔ مولانا شجاع آبادی نے میانوالی کے علماء کرام سے درخواست کی کہ وہ ضلع میانوالی میں فتنہ قادیانیت کی مذموم سرگرمیوں کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔

5جنوری کو ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد غوثیہ کندیاں شریف میں ایک اجتماع سے خطاب کیا۔ جس کی صدارت حضرت مولانا نذیر احمد نقشبندی نے کی اور عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد واپڈا کالونی میں خطاب کیا۔ رات کو انہوں نے مولانا عبدالستار حیدری کی معیت میں خانقاہ سراجیہ میں قیام کیا اور مجلس کے مرکزی امیر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کی اور انہیں اپنے تبلیغی دورہ کی رپورٹ پیش کی۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے دورہ پر اظہار مسرت فرمایا اور دورہ کی کامیابی پر عنداللہ مقبولیت کی دعا فرمائی۔

6جنوری کو نماز ظہر کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مدنی مسجد پپلاں میں ایک جلسہ سے خطاب کیا اور مقامی قادیانیوں کو پیغام بھجوایا کہ وہ آکر اپنے شکوک و شبہات کا ازالہ کر سکتے ہیں لیکن الحمدللہ! کسی بھی قادیانی کو آنے کی جرات نہ ہو سکی۔

جداگانہ طرز انتخاب برقرار رکھا جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مخلوط طرز انتخاب کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ جداگانہ طرز انتخاب کو برقرار رکھا جائے۔ یہ مطالبہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ایک اجلاس میں کیا گیا۔ جو حافظ شیخ بشیر احمد کی زیر صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں کہا گیا کہ مخلوط طرز انتخاب سے صرف اور صرف قادیانیوں کو ہی فائدہ ہوا ہے جو آئین پاکستان کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے خود کو مسلمان کہلوانے پر بضد ہیں اور غیر مسلم ووٹرز کی فہرست میں نام درج کرانے سے گریزاں ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اس حکومتی فیصلہ سے باقی تمام اقلیتوں کو نقصان پہنچا ہے۔ کیونکہ اس طرح ان کی پارلیمنٹ میں نمائندگی ختم ہو کر رہ جائے گی۔ قادیانیت کے تحفظ کی عالمگیر تحریک کے سبب سے بعض اقلیتی رہنما اس وقت اس نامناسب حکومتی فیصلہ پر خوش ہیں مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہی انہیں اپنی اس غلط سوچ کا اندازہ ہو جائے گا۔

انہوں نے کہا کہ حکومت نے انتخابی اصلاحات کے عنوان سے جو اقدامات کئے ہیں ان پر نظر ثانی کی

جائے اور جداگانہ طرز انتخاب کو اختیار کرتے ہوئے متناسب نمائندگی کے اصول کو تمام طبقات پر لاگو کرے۔

اجلاس سے حضرت مولانا فقیر اللہ اختر' حافظ محمد ثاقب' حافظ احسان الواحد' قاری عبدالغفور آرائیں' پروفیسر حافظ محمد انور' حافظ محمد اعظم گوندل ایڈووکیٹ' سید احمد حسین زید' حافظ محمد معاویہ' حافظ محمد الیاس قادری' محمد امان اللہ قادری اور دیگر حضرات نے اظہار خیال کیا۔

ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کے انتخابات

ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کے انتخابات 26 نومبر کو ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کے ضلعی دفتر میں ہوئے۔ جس میں مندرجہ ذیل عہدیداران پر بھاری اکثریت سے آئندہ تین سال کے لئے اعتماد کا اظہار کیا گیا:

سرپرست اعلیٰ	:	حضرت مولانا غلام نبی شاہ صاحب
نائب سرپرست اعلیٰ	:	حضرت مولانا قاری محمد ارشد صاحب
صدر	:	عبدالرؤف روفی صاحب
نائب صدر	:	سید بلال حسین شاہ صاحب
جنرل سیکرٹری	:	محمد عابد نعمانی صاحب
جوائنٹ سیکرٹری	:	محمد ارشد صاحب
خزانچی	:	سید بلال حسین شاہ صاحب
نائب خزانچی	:	عدنان سالم خان صاحب
سیکرٹری اطلاعات ونشریات		شوکت علی خان صاحب

آخر میں تمام حاضرین نے نومنتخب عہدیداران کے لئے دعا کی کہ اللہ رب العزت ان سب کو اپنی ذمہ داریاں نہایت ذمہ داری سے ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت مظفر گڑھ کے زیر اہتمام اجلاس

گزشتہ ماہ جامع مسجد مین بازار مظفر گڑھ میں بعد از جمعہ ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں جناب ڈاکٹر جاوید اقبال خان صاحب' مولانا امام الدین قریشی ضلعی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت' مولانا حکیم محمد اسماعیل صاحب' مولانا حافظ احمد بخش صاحب نے شرکت کی۔

احتساب قادیانیت

بحمدہ تعالیٰ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے احتساب قادیانیت کے نام سے پانچ جلدوں میں مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کے مجموعہ رسائل کو یکجا جمع کیا گیا۔ پانچوں جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

قارئین سے درخواست ہے کہ احتساب قادیانیت کے نام سے اس کتاب کی تمام جلدوں کو خرید کر اپنی لائبریریوں کی زینت بنائیں۔ اس سے انشاء اللہ امت مرحومہ کے تمام اکابرین کے رشحات قلم کا خزینہ آپ کے پاس جمع ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے توفیق عنایت فرمائی تو امید ہے کہ یہ سلسلہ بیسوں جلدوں پر محیط ہوگا۔ صدیوں پہلے کا خزانہ نئے انداز میں مرتب ہو کر آپ کے قلوب وجگر کو جلاء بخشے گا۔

یہ کام تحریکی انداز میں آگے بڑھانے کا ہے۔ تمام رفقاء اس کی طرف توجہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشیں۔

نوٹ: احتساب قادیانیت جلد اول کی قیمت -/100 روپے، جلد دوم -/100 روپے، جلد سوم -/100 روپے جلد چہارم -/100 روپے، جلد پنجم -/100 روپے۔ علاوہ ڈاک خرچ۔

رابطہ کے لئے:

دفتر مرکزیہ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 514122

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!!!

یہ درماندہ مواجہ شریف پر حاضر خدمت اقدس ہوا تو فوراً ہی ایک شعر وارد ہو گیا۔ بعد میں تدریجاً مدینہ منورہ ہی میں اور شعر بھی ہو گئے۔ آخری شعر رخصت کے وقت ہوا۔ نفیس

عطا قدموں میں ہو دائم حضوری' یارسول اللہ
ہے اب ناقابل برداشت دوری' یارسول اللہ

عنایت ہو اگر اک لمحہ اپنی خاص خلوت کا
مجھے اک عرض کرنی ہے ضروری' یارسول اللہ

اجازت ہو تو کچھ چشمان تر سے بھی بیاں کرلوں
ابھی ہے داستان غم ادھوری' یارسول اللہ

مری غایت تمنا ہے' در اقدس کی دربانی
زہے عزت' اگر ہوجائے پوری' یارسول اللہ

مدینے ہی میں آکر راحت وتسکین پاتی ہے
دل فرقت زدہ کی ناصبوری' یارسول اللہ

دم رخصت نفیس اشکوں سے تر ہے' رحم فرماؤ
خدارا اک جھلک ہلکی سی' نوری' یارسول اللہ

(صلی اللہ علی خیر خلقہ وآلہ وسلم)

سید انور حسین نفیس شاہ صاحب مدظلہ

قربانی کی کھالیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی تنظیم ہے۔

☆...... یہ تنظیم ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆...... اندرون وبیرون ملک 50 دفاتر و مراکز 12 دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆...... لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو' عربی' انگریزی میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 2 جرائد ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک شائع ہو رہے ہیں۔

☆...... چناب نگر میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں دارالمبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔

☆...... ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆...... ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین' تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆...... اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔

یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں' زکوٰۃ' صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔ جزاکم اللہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون 514122